عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل

جلد نمبر ۱۱ شمارہ نمبر ۳۴

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

"محمد جو دین لیکر آئے اور جن تعلیمات سے آپ نے دنیا کو سرفراز کیا ان میں سمجھوتے بازی اور منافقت سرے سے موجود ہی نہیں۔" غیر مسلم مفکرین و مؤرخین کی اسلام کے بارے میں آراء

کشمیر میں

چالیس ہزار مسلمان شہید ہو چکے ہیں، برما میں مسلمانوں پر
عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا ہے، فلسطین یہودی جبر کا شکار ہے، صومالیہ میں امریکی
فوجیں اتر چکی ہیں، اجودھیا میں بابری مسجد شہید ہو چکی ہے، بوسنیا سرب درندوں کی شکار گاہ
بنا ہوا ہے، لیبیا پر تجارتی و مواصلاتی پابندی عائد ہے، فلپائینی مسلمانوں پر ظلم جاری ہے اور
ایک ارب بیس کروڑ مسلمان خواب غفلت میں ہیں.....

آخر کب تک ؟؟؟

(رعایت اللہ فاروقی کے قلم سے ایک فکر انگیز تحریر)

"اسلام میں حضور اکرم ﷺ کے بعد کسی بھی قسم کی ظلی اور نہ ہی بروزی نبوۃ متصور ہے یہ مرزا کا دجل و فریب ہے۔" عقیدہ ختم نبوت پر مولانا عبداللطیف مسعود کی علمی تحریر

"عیسائیوں کو یہ امر ملحوظ رکھنا ہوگا کہ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ دو قومی نظریئے کے عین مطابق اور کروڑوں اسلامیان پاکستان کے دلوں کی آواز ہے۔"

آپ کے مسائل

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ترتیب مولانا منظور احمد الحسینی

آمین کی وجہ

س:۔ ہم سورہ فاتحہ کے بعد آمین کیوں کہتے ہیں؟

ج:۔ فاتحہ دعا ہے اور آمین کے معنی ہیں یا اللہ قبول فرما، گویا آمین قبولیت دعا کی دعا ہے۔

علیحدگی ہوگئی ہے

س:۔ دونوں طرف کے بیانات سننے کے بعد عدالت نے خلع کی بنیاد پر طلاق کی ڈگری جاری کر دی، میری آپ سے مؤدبانہ یہ گزارش ہے کہ آیا عدالت کے اس فیصلے کے بعد لڑکی کو شرعی طور پر فراغت ہوگئی ہے اور کیا وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔

ج:۔ اگر عدالت نے عبدالعزیز کی موجودگی میں یہ فیصلہ کیا ہے تو فیصلہ موثر ہے۔ اور عدت کے بعد لڑکی کا دوسری جگہ عقد صحیح ہے۔

سود کا مسئلہ

س:۔ رسالہ ختم نبوت جلد ۷ شمارہ نمبر ۳۱ صفر ۱۴۰۹ھ میں ایک فتویٰ سود حرام ہے مگر بینک میں بھی نہیں چھوڑنا چاہیے نکلوا کر بغیر صدقہ کی نیت کے کسی فقیر غربت مند کو دے دینا چاہیے آنجناب کی طرف سے جواب تھا اب حل طلب یہ بات ہے کہ وہ پیسہ نکلوا کر بغیر صدقہ کی نیت کے اگر مسجد میں دے دے تو کیا ٹھیک ہے؟

ج:۔ مسجد اور مدرسہ کو اس نجاست اور گندگی سے پاک رکھا جائے۔

س:۔ بغیر کسی صدقہ کی نیت کے اگر کسی عالم دین کو مرزائیوں کی کتابیں لے کر دے دی جائیں تاکہ مناظرہ کے وقت اس کے کام آئیں یا عوام کو ایسے مذہبوں سے روشناس کروانے کے لیے تاکہ وہ گمراہی سے بچ جائیں کیا یہ جائز ہے

ج:۔ کیا علم اور علماء کے لیے حلال کمائی میں سے دینے کی کوئی گنجائش نہیں؟ صرف یہ نجاست ہی علماء کے لیے رہ گئی ہے۔

زکوٰۃ ہوگی کہ نہیں

س:۔ میں ایک بیوہ ہوں میری دو بیٹی اور ایک بیٹا ہے جو کہ ابھی نابالغ ہیں میرے پاس آمدن کا کوئی ذریعہ نہیں ہے میرے شوہر کی جائیداد یہ ہے تین لاکھ روپے اور بیس تولہ سونے پر مشتمل ہے جب کہ علاوہ کوئی گھر نہیں اور نہ دکان ہے۔ پیسہ میں نے اپنے بیٹے اور بچوں کے لیے بینک میں جمع کروا دیا ہے۔ بیس تولہ سونے میں سے پندرہ تولہ میں نے اپنے بچوں کے لیے رکھا جو ان کی امانت ہے جب یہ سمجھدار ہو جائیں گے تو ان کے سپرد کر دی جائے گی اور پانچ تولہ میں نے اپنے لیے رکھا ہے اب آپ قرآن و سنت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ جو میں نے بچوں کے لیے رکھا ہے اس پر اور جو اپنے لیے رکھا ہے اس پر جو بینک میں رکھا ہے اس پر زکوٰۃ واجب ہے کہ نہیں؟

ج:۔ آپ کے مرحوم شوہر کے ترکہ میں آٹھواں حصہ آپ کا ہے باقی بچوں کا ہے اگر ترکہ کے ۳۲ حصے کیے جائیں تو ان میں سے ۴ حصے آپ کے ہیں، ۷، ۷ حصے دونوں لڑکیوں کے اور چودہ حصے لڑکے کے بچے جب تک نابالغ ہیں ان کے مال پر زکوٰۃ نہیں۔

کیا یہ سود ہے

س:۔ آج کل حکومت بے روزگار طالب علم کو کاروبار کے لیے ۵۰ ہزار روپے قرض دے رہی ہے جو چھ مہینے تک وہ چھوٹ دیتی ہے کوئی رقم نہیں لیتی اس دوران کاروبار بھی چیک ہوتا رہتا ہے کہ نفع نقصان کتنا ہوتا ہے پھر وہ قسط وار ماہانہ کچھ رقم لیتے رہتے ہیں وہ پچاس ہزار سے زیادہ رقم نفع کے طور پر لیتے ہیں مہربانی کر کے یہ بتائیں کہ ان کا اس طرح ایک طالب علم کے کاروبار میں ۵۰ ہزار لگانا اور کاروبار میں سے نفع لینا کیا سود کہلائے گا اگر یہ سود ہے تو کیا گواہی کے طور پر سائن کرنے والے بھی گناہ گار ہوں گے۔

ج:۔ روپے پر نفع لینا تو سود ہی ہے

کیا سود لے سکتا ہے۔

س:۔ فسادات میں جب کوئی مالی طور پر لٹ گیا ہو گھر سے بے گھر ہو گیا ہو، رشتہ دار منہ موڑ لیں۔ اوپر سے ایک آدمی پر بارہ افراد کا بوجھ ہو جوان بچیاں ہوں کوئی صورت نہ ہو تو کیا حکومت سے ۵۰ ہزار قرض لیں۔

ج:۔ قرض لے لیں اور گناہ سمجھ کر استغفار کریں

نام کی منت

س:۔ میں نے اپنے بیٹوں کی پیدائش سے پہلے سوچا تھا کہ اگر میرا بیٹا ہوا تو میں اس کا نام محمد سے شروع کروں گی اور خدا نے مجھے بیٹا دیا تو میں نے محمد باقر اور پھر دوسرے کا محمد فراز رکھا اور میری سسرال میں نام کے آخر میں احمد لگاتے ہیں جیسے ریاض احمد پھر میں نے اپنی ساس کو اپنی بات بتائی تو انہوں نے کہا کہ محمد اور احمد ایک ہی شخصیت کے نام ہیں چاہے لگا لو چاہے وہ۔ تو یہ ریاض احمد ہوگئے۔ لیکن میرے ذہن میں ہمیشہ یہی رہتا ہے کہ میں نے محمد سے مانا تھا اب آپ قرآن و سنت کی روشنی میں مجھے جواب دیں تاکہ میری پریشانی دور ہو سکے۔

ج:۔ اگر ریاض احمد رکھ لیا تب بھی کوئی حرج نہیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ محمد ریاض احمد کر دیا جائے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

مُدیر مسئول عبدالرحمٰن باوا

جلد: ۱۱ | ۱۸ تا ۲۴ شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ مطابق ۱۲ تا ۱۸ فروری ۱۹۹۳ء | شمارہ: ۳۴

اس شمارے میں

۱۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل ـــــ ۲
۲۔ قرآن و حدیث ـــــ ۳
۳۔ بھائیوں کا صد سالہ جشن ـــ (اداریہ) ـــــ ۵
۴۔ اسلام اور مذاہب عالم ـــــ ۷
۵۔ عہد سیدنا عمر فاروقؓ ـــــ ۱۰
۶۔ مرد مومن ـــــ ۱۳
۷۔ لباس کے آداب (اصلاح امت) ـــــ ۱۴
۸۔ آخر کب تک (اپریس کانفرنس) ـــــ ۱۵
۹۔ اجودھیا میں رام مندر کی تعمیر اور رام جی کی حقیقت ـــــ ۱۶
۱۰۔ مسئلہ ختم نبوت اور مرزا قادیانی ـــــ ۱۷
۱۱۔ لندن کانفرنس میں مرزا طاہر کو چیلنج ـــــ ۱۹
۱۲۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ـــــ ۲۱
۱۳۔ ثقافتی یلغار اور عیسائی ردعمل ـــــ ۲۳

چندہ بیرون ملک

غیر ممالک سالانہ بذریعہ ڈاک ۲۵ ڈالر
چیک ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۰۰۰ کراچی پاکستان ارسال کریں

چندہ اندرون ملک

سالانہ ـــــ ۱۵۰ روپے
ششماہی ـــــ ۷۵ روپے
سہ ماہی ـــــ ۴۵ روپے
فی پرچہ ـــــ ۳ روپے

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

نگران اعلیٰ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

معاون مدیر

مولانا منظور احمد الحسینی

سرکولیشن منیجر

محمد انور

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب رحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۷۴۴۰۰ پاکستان
فون نمبر 7780337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

ایڈیٹر و پبلشر: عبدالرحمٰن باوا ـــ طابع: سید شاہد حسن ـــ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ـــ مقام اشاعت: پرانی نمائش کراچی

ارشادِ باری تعالیٰ
جَلَّ جَلَالُہٗ

عدل و انصاف

"اور اگر مسلمانوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان اصلاح کردو (یعنی نزاع رفع کرکے لڑائی موقوف کرادو) پھر اگر (بعد کوشش اصلاح کے بھی) ان میں کا ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے اور لڑنا موقوف نہ کرے تو اس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع ہو جاوے۔ پھر اگر وہ زیادتی کرنے والا فرقہ حکم خدا کی طرف رجوع ہو جاوے تو ان دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ اصلاح کردو (یعنی حدود شرعیہ کے موافق اس نزاعی معاملہ کو طے کردو) اور انصاف کا خیال رکھو (یعنی طرفداری اور غرض نفسانی کو غالب نہ ہونے دو) بے شک اللہ تعالیٰ انصاف والوں کو پسند کرتا ہے۔"

(سورۃ الحجرات آیت نمبر۹)

فرمانِ خاتم النبیین
صلی اللہ علیہ وسلم

نزول مسیح

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا اور بے شک وہ نازل ہوں گے۔ پس جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لینا۔ وہ میانہ قد کے آدمی ہیں۔ سرخی سفیدی مائل، دو زرد چادریں زیب تن ہوں گی۔ گویا ان کے سر سے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ اگرچہ اس کو تری نہ پہنچی ہو پس لوگوں سے اسلام پر قتال کریں گے۔ پس صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ کو موقوف کردیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں اسلام کے علاوہ باقی تمام ملتوں کو مٹا دیں گے اور وہ مسیح دجال کو ہلاک کردیں گے پس چالیس برس زمین پر رہیں گے پھر ان کی وفات ہوگی۔ پس مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔

(ابوداؤد ج۲۔ ص ۵۹۴)

پیچیدہ پیچیدہ

مرزا کا مقدمہ خدا کی عدالت میں

مرزا کے ایک غالی مرید حافظ محمد یوسف نے ۲ شوال ۱۳۱۰ھ مطابق ۲۷ اپریل ۱۸۹۳ء کو مولانا عبدالحق غزنویؒ سے مباہلہ کیا۔ مباہلہ اس پر تھا کہ مرزا غلام احمد اور اس کے دو چیلے حکیم نوردین اور محمد احسن امروہی مسلمان ہیں یا نہیں؟ حافظ محمد یوسف کا کہنا تھا کہ یہ تینوں مسلمان ہیں اور مولانا غزنوی کا کہنا تھا کہ یہ تینوں دجال کذاب اور مرتد ہیں الغرض مرزا کی وکالت میں حافظ محمد یوسف نے مولانا عبدالحق سے مباہلہ کیا اور دونوں فریقوں نے مل کر دعا کی کہ یا اللہ! سچے اور جھوٹے کے درمیان فیصلہ فرما اور مرزا کو جب اس مباہلہ کی اطلاع پہنچی تو اس نے اپنے مرید حافظ صاحب کی تحسین و تصدیق کی اور اس مباہلہ کی ذمہ داری خود اٹھائی۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول ص ۴۵، ۳۹۱)

نتیجہ۔ حافظ محمد یوسف اس مباہلہ کے شکار ہوکر مرزائیت سے تائب ہوگئے اور مسلمان ہوکر مرزائیت کے بخیے ادھیڑنے لگے۔ چنانچہ مرزا کے رسالہ اربعین کا اشتہار نمبر۳ انہی حافظ محمد یوسف کے نام ہے۔ اس میں مرزا، حافظ صاحب کے بارے میں لکھتا ہے:

"کچھ عقل و فکر میں نہیں آتا کہ حافظ صاحب کو کیا ہوگیا (کچھ نہیں ہوا صرف مباہلے کا نتیجہ ظاہر ہوا۔ ناقل)۔ انسان کو اس سے کیا فائدہ کہ اپنی جسمانی زندگی کے لئے اپنی روحانی زندگی پر چھری کو پھیر دے۔ میں نے بہت دفعہ حافظ صاحب سے یہ بات سنی تھی کہ وہ میرے مصدقین میں سے ہیں اور مکذب کے ساتھ مباہلہ کرنے کو تیار ہیں اور اسی میں بہت سا حصہ ان کی عمر کا گزر گیا اور اس کی تائید میں وہ اپنی خوابیں بھی سناتے رہے اور بعض مخالفوں سے انہوں نے مباہلہ بھی کیا۔" (اربعین نمبر۳ ص ۱۲ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۷ ص ۴۰۸)

پس یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مباہلہ کا فیصلہ تھا جس سے واضح ہوگیا کہ مرزا اللہ تعالیٰ کی نظر میں واقعی دجال و کذاب تھا۔ (قادیانی فیصلہ ص ۷)

بہائیوں کا صد سالہ جشن
حکومت پابندی عائد کرے

مرزا حسین علی ایرانی (المعروف بہاء اللہ) نے مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس کا دعویٰ تھا کہ میں مظہر الٰہی اور صاحب شریعت نبی ہوں۔ وہ ۱۲ نومبر ۱۸۱۷ء کو ایران میں پیدا ہوا اور ۲۷ برس کی عمر میں اس نے نئے مذہب کی بنیاد ڈالی اس کے دعوے کے متعلق "بہاء اللہ" نامی کتاب میں جو پاکستانی بہائیوں کے مرکز کراچی سے شائع ہوئی اور بذریعہ ڈاک پورے ملک میں تقسیم کی گئی لکھا ہے:۔

"آپ نوع انسانی کے زمانہ بلوغ کے مظہر الٰہی ہیں اور ایسی وحی آسمانی کے حامل ہیں جو سابقہ ادیان میں کئے گئے وعدوں کو پورا کرتی ہے اور یہ ایسی روحانی قوت وطاقت پیدا کرے گی جو اقوام عالم کو متحد کر دے گی"۔

صلا
(بہاء اللہ)

مرزا حسین علی کا دعویٰ تھا کہ سابقہ صحیفوں اور قرآن مجید میں جس ذات کی پیش گوئی کی گئی ہے اس کا مصداق میں ہی ہوں' اس نے خدائی کا دعویٰ بھی کیا' صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ بھی کیا' تمام انبیاء سے افضل ہونے کا دعویٰ بھی کیا الغرض اس نے بے شمار دعوے کئے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ قادیان میں مرزا قادیانی کے دعوائے نبوت کی راہ ہموار کرنے والا مرزا حسین علی ایرانی تھا تو یہ غلط نہیں ہو گا مرزا قادیانی کو شرعی عدالت نے اپنے فیصلے میں دھوکے باز اور بے ایمان کہا ہے یہ فیصلہ بالکل صحیح ہے واقعی مرزا قادیانی دھوکے باز اور بے ایمان تھا اس لئے کہ وہ اپنے دعووں کو ثابت کرنے کے لئے ہیر پھیر اور چکر بازیوں سے کام لیتا تھا جب چکر بازیاں اور عیاریاں اور ہیر پھیر سے کام نہ بنتا تو گالی گلوچ اور لعنت بازی پر اتر آتا تھا اس کے بالمقابل مرزا حسین علی کافر اور بے ایمان تو یقیناً" تھا لیکن وہ اپنے دعووں کو سنجیدگی سے پیش کرتا تھا۔ ہیر پھیر' چالاکیاں اور عیاریاں (جتنی کتابیں ہم نے بہائیوں کی پڑھی ہیں ان کے پڑھنے سے کم از کم یہی تصور ملتا ہے) اس کی نظر نہیں آتیں۔ مرزا قادیانی کی عیاریاں پکڑی جاسکتی ہیں لیکن اس کی عیاریاں آسانی سے پکڑی نہیں جاسکتیں۔ وہ اپنے دعوے کے بعد کم وبیش چالیس سال زندہ رہا۔ (جس سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں کہ جھوٹا مدعی نبوت ۲۳ سال تک مہلت نہیں پاسکتا اور اس آیت کریمہ.... "ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین" سے مرزائیوں کا استنباط کرنا قطعی غلط ہے)۔

بہرحال ہم یہ بتا رہے تھے کہ قادیانی مرزائی بھی اپنا جشن منا رہے ہیں جبکہ ان کے بڑے بھائی ایرانی مرزائی (مرزا حسین علی کی نسبت سے بہائی بھی مرزائی ہی ہوئے) بھی اپنا جشن منا رہے ہیں لیکن جشن کے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنی تبلیغی مہم بھی انتہائی زور وشور سے جاری کر دی ہے وہ بالمشافہ کسی کو تبلیغ کرنے کی جرات نہیں کرتے البتہ ان کی تبلیغی مہم بذریعہ ڈاک جاری ہے۔ فی الحال انہوں نے دو کتابچے اور ایک خط ارسال کیا ہے۔ جن میں بہاء اللہ کی تعلیمات اور شخصیت کا تعارف کرایا گیا ہے۔

۷۴ء میں تحریک ختم نبوت کے نتیجے میں قومی اسمبلی کے ذریعے ۱۹۷۳ء کے آئین میں ترمیم کر کے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا اس کا اطلاق صرف قادیانیوں ہی پر نہیں ہوتا بلکہ ہر اس جماعت یا گروہ پر ہوتا ہے جو کسی بھی شخص کو نبی یا مصلح وغیرہ مانتا ہے پھر ۱۹۸۴ء میں اسی آئینی ترمیم کی روشنی میں امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا اگرچہ اس میں بھی قادیانیوں کا نام لیا گیا' لیکن اس کا اطلاق بھی ہر مدعی نبوت کے گروہ پر ہوتا ہے۔ چونکہ بہائی مرزا حسین علی عرف بہاء اللہ کو مامور من

اللہ' 'مظہر الٰہی' اور موعود وغیرہ مانتے ہیں اس لئے آئینی ترمیم اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کا اطلاق بہائیوں پر بھی ہوتا ہے اس لحاظ سے انہیں بھی تبلیغ کرنے کی اجازت نہیں ملنی چاہئے۔

جب یہ سال شروع ہوا تو قادیانیوں نے اپنی جماعت کا جشن صد سالہ منانے کا اعلان کیا تھا اور جشن منانے کے لئے کروڑوں روپیہ چندہ بھی کرلیا تھا اس کی تیاریاں بھی مکمل ہوگئی تھیں لیکن عوامی مطالبے کی وجہ سے حکومت نے جشن منانے پر پابندی عائد کردی۔ ان کا سالانہ جلسہ جو ہر سال ربوہ میں ہوتا تھا وہ کئی سال سے محض اس وجہ سے بند چلا آرہا ہے کہ اس کے ذریعے قادیانی تبلیغ کرتے ہیں جبکہ امتناع قادیانیت آرڈیننس کے تحت وہ کسی کو تبلیغ نہیں کرسکتے اگر قادیانیوں کو تبلیغ کی اور جشن منانے کی اجازت نہیں ہے تو پھر بہائیوں کو بھی تبلیغ کرنے اور جشن منانے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔

بہائی فتنے کی بنیاد مرزا حسین علی عرف بہاء اللہ نے ایران میں رکھی تھی وہاں کی حکومت نے بہاء اللہ کو ملک بدر کردیا اور بہائیت کو خلاف قانون قرار دیا سب جانتے ہیں کہ ایران کے عوام کی اکثریت شیعہ مذہب سے تعلق رکھتی ہے جبکہ پاکستانی عوام کی اکثریت سنی ہے مگر ہم سمجھتے ہیں کہ وہاں کی حکومت نے شیعہ ہونے کے باوجود بہائیت پر پابندی عائد کرکے ایک مستحسن اقدام کیا ہے جس سے ہماری حکومت کو سبق حاصل کرنا چاہئے۔ اسے بھی چاہئے کہ۔

جو فتنہ ملت بیضا کی بنیادوں سے ٹکرائے میرے نزدیک اس کا سر کچلنا عین ایمان ہے

وہ فتنہ خواہ بہائیت کے نام سے ہو 'احمدیت (قادیانیت) کے نام سے ہو یا ذکریت کے نام سے اس فتنہ کی جڑیں اکھاڑ دینی چاہئیں۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس نے جس طرح قادیانیوں کے جشن صد سالہ پر پابندی عائد کی ہے بہائیوں کے جشن پر بھی فوری پابندی عائد کرکے یہاں کے عوام کو مطمئن کرے اور انہوں نے بہائیت کی تبلیغ کے لئے جو کتابچے اور خطوط شائع کرکے تقسیم کئے ہیں ان کو بھی ضبط کرنے کے احکام صادر کرے۔

لودھراں کی ضلع کونسل کے ممبران کے خلاف وہاں کے عوام میں سخت اشتعال

ابھی چند ماہ پہلے لودھراں شہر کو ضلع کا درجہ دیا گیا تھا اس لحاظ سے اس کی ضلع کونسل بھی ملتان سے الگ کردی گئی۔ ضلع کونسل کے ذمہ پسماندہ علاقوں کو ترقی دینا ہوتا ہے ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ لودھراں ضلع کونسل کے اراکین اپنے اپنے علاقوں کے ترقیاتی کاموں پر توجہ دیتے انہوں نے ایک قرارداد شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ رکھنے کی مخالفت میں پاس کی جو بدترین قسم کی قادیانیت نوازی اور وہاں کے مسلمان عوام سے جن کے ووٹوں سے منتخب ہوکر وہ ضلع کونسل میں پہنچے سراسر غداری ہے۔

اس قرارداد کے پاس کرنے پر ضلع لودھراں کے عوام سخت مشتعل ہیں علماء کرام اور دینی جماعتیں جمعہ کے خطبات اور پریس کانفرنسوں کے ذریعے ضلع کونسل کی پرزور الفاظ میں مذمت کررہے ہیں حتیٰ کہ ضلع کونسل اور اس کے اراکین کے گھیراؤ کی دھمکی بھی دی جارہی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ مسئلہ سراسر مذہبی ہے جبکہ مذہب کے معاملے میں یہاں کے عوام انتہائی جذباتی اور حساس واقع ہوئے ہیں جب بھی کوئی مذہبی مسئلہ اٹھتا ہے وہ سڑکوں پر نکل آتے ہیں لودھراں میں بھی حالات ایسے ہی ہوتے نظر آرہے ہیں۔ عوام کا پرزور مطالبہ ہے کہ اس قرارداد کو فی الفور واپس لیا جائے۔

جہاں تک ضلع کونسل کے ممبران کا تعلق ہے ہمارے خیال میں ان کی اکثریت حکمران پارٹی سے تعلق رکھتی ہے قرارداد پیش کرنے والا کسی وفاقی وزیر کا رشتہ دار بتایا جاتا ہے اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر اس پر بھی غور کرنا ہوگا کہ اس وزیر اور اس کے رشتہ دار رکن ضلع کونسل کی قادیانیوں سے کیا رشتہ داری ہے یا پھر ان سے کونسا سیاسی مفاد وابستہ ہے۔ قادیانیوں نے تو ووٹر لسٹوں میں اپنے نام بھی درج نہیں کرائے کہ ان سے آئندہ الیکشن میں ووٹ ملنے کی امید ہو۔ جب یہ بات نہیں تو ہم یہی کہیں گے کہ ان سے یقینی طور پر کسی دنیاوی منفعت یا ذاتی مفاد کی غرض سے ہی یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور ممبروں نے محض اس بنیاد پر کہ پیش کرنے والا وزیر کا رشتہ دار ہے اسے آنکھ بند کرکے منظور کرلیا۔

شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اندراج سے کسی بھی غیر مسلم اقلیت کو نقصان نہیں پہنچتا ہاں اس سے قادیانی فریب اور دھوکہ ختم ہوجاتا ہے کیونکہ انہوں نے ۱۹۷۳ء کے آئین میں ایک ترمیم کے ذریعے غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے فیصلہ کو تسلیم نہیں کیا وہ اپنے کو اب بھی مسلمان سمجھتے ہیں جہاں ان کا داخلہ بند ہے وہاں بھی داخل ہوجاتے ہیں حتیٰ کہ حج کے بہانے حرم شریف میں داخل ہوکر اس کے تقدس کو پامال کرتے ہیں کیونکہ کسی غیر مسلم کا حرم شریف میں داخلہ ممنوع ہے۔

اس لئے کسی بھی سچے مسلمان اور سچے عاشق رسولؐ کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ قادیانیوں کی کسی بھی انداز میں حمایت کرے قادیانی صرف ایک جھوٹے مدعی نبوت کے پیروکار ہی نہیں وہ ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ بھی ہیں اس لحاظ سے وہ صرف غیر مسلم ہی نہیں مرتد اور زندیق بھی ہیں اگر مسئلہ جانتے ہوئے کوئی مسلمان ان کی حمایت کرتا ہے تو اسے اپنے ایمان کی خیر منانی چاہئے اگر نادانی سے ایسا کرتا ہے تو یہ اس کے کمزور ایمان کی علامت ہے۔ ہم ضلع کونسل لودھراں کے ممبران سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ خدا اور رسولؐ کی ناراضگی مول نہ لیں اور قرارداد کو واپس لے کر دنیا میں عوام کے غیظ و غضب سے اور آخرت میں خدا کی پکڑ سے بچ جائیں کیونکہ خدا کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

غیر مسلم مفکرین کی نظر میں

از: حافظ محمد ثانی

اسلام اور مذاہب عالم

صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو موجودہ ترقی یافتہ دنیا کا ساتھ دے سکتا ہے

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے ایک نامور پادری اور میتھو بسٹ چرچ کے ممتاز رکن پادری کینتھ ایچ کارول نے ایک موقع پر اسلام کے بارے میں کہا تھا!

"اسلام کی جن تعلیمات نے عہد وسطی میں مسلمانوں کو انسانی ترقی کا پیشرو بنا دیا تھا وہی تعلیمات آج دنیا کے تمام اہم مسائل کو طے کرنے میں معاون اور مددگار ثابت ہو سکتی ہیں اور اگر مغربی اقوام حقیقی معنی میں انسان کو اس کے موجودہ اندیشوں باہمی بے اعتمادیوں اور ہلاکت کے خطروں سے نجات دلانے کی خواہشمند ہیں تو انہیں آج کی دنیا میں اسلام پر عملدر آمد کی اہمیت کو تسلیم کر کے دنیا کے الجھے ہوئے سوالات کو اسلام ہی کی تعلیمات کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اسلام کے ان احسانات کو کبھی نہیں بھولنا چاہئے جو اس مذہب نے پوری دنیا پر کئے ہیں۔

(بحوالہ دین و دنیا دہلی اکتوبر ۱۹۲۹ء)

اسلام ایک روشن خیال مذہب

ایل وی وا گیری لکھتا ہے!

"اگر کوئی مذہب انسان کی فطانت و ذہانت اور جمالیات میں اضافہ نہیں کرتا تو ایسا مذہب زندہ نہیں رہتا۔ محمدؐ دنیا کے لئے ایک ایسا دین لے کر آئے جو انسان کو ذہنی ترقی دیتا ہے۔ اس کی جمالیات کی حس بیدار تیز تر اور مکمل کرتا ہے۔ ذہنی ارتقاء کی تکمیل کرتا ہے کیونکہ اسلام سے زیادہ روشن خیال مذہب دنیا میں کوئی اور نہیں ہے۔

دین اسلام کی فوقیت ادیان عالم پر

ممتاز جرمن شاعر گوئٹے اسلامی تعلیمات کے تفصیلی مطالعہ کے بعد رقم طراز ہے!

"اگر اسلام یہی ہے تو ہم سب کے سب مسلمان ہیں ہر وہ شخص جو حسن اخلاق اور شرافت کا پیکر ہو وہ مسلمان کہلانے کا حقدار ہے۔ بے شک محمدؐ کا لایا ہوا دین اخلاص انسانیت کے ساتھ ہمدردی اور معاشرے کے لئے اعلیٰ ترین اخلاقی ہدایت ہے۔ ہر لحاظ سے محمدؐ کا لایا ہوا دین دیگر تمام ادیان پر فوقیت رکھتا ہے۔"

انگلستان کا نامور مورخ ایڈورڈ گبن لکھتا ہے!

"حقیقت یہ ہے کہ حضرت محمدؐ کی شریعت سب پر حاوی ہے۔ یہ شریعت ایسے دانشمندانہ اصول اور اس قسم کے قانونی انداز پر مرتب ہوئی ہے کہ سارے جہاں میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔"

دیکھئے (سلطنت روما کا انحطاط و زوال جلد پنجم باب ۵۰)

عیسائی پادری ڈین اسٹینلے اسلام کے دساتیر و قوانین کے موثر ترین ہونے کو اس طرح بیان کرتا ہے!

"قرآن کا قانون بلاشبہ بائبل کے قانون سے زیادہ موثر ثابت ہوا ہے۔" ملاحظہ ہو (مشرقی کلیسا ص ۲۷۹)

مسٹر چارلس مورسن انگلستان کے نامور مفکر اسلام کے بارے میں کہتے ہیں!

"صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو موجودہ ترقی یافتہ دنیا کا ساتھ دے سکتا ہے۔ اسلام نے عبادت سے کہیں زیادہ دنیاوی معاملات اور تعلقات کو بہتر بنانے پر زور دیا ہے۔ اسلام کو مذہب کے بجائے اگر بہترین معاشرتی اور تمدنی نظام کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کیونکہ اس میں اول سے لے کر آخر تک زندگی کے حقائق کو اجاگر کرنے نوع انسانی کو بہترین راہ عمل اختیار کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔" بحوالہ (دین و دنیا دہلی اگست ۱۹۵۷ء)

مسٹر بولڈورسن لکھتے ہیں!

"حضرت محمدؐ کی تعلیمات ہی کو یہ خوبی ملی ہے کہ اس میں وہ تمام اچھی باتیں ہیں جو دوسرے مذاہب میں نہیں پائی جاتیں۔" دیکھئے (شان محمدؐ میاں عابد احمد ص ۴)

ڈاکٹر کلارک لکھتے ہیں!

حضرت محمدؐ کی تعلیمات ہی کو یہ خوبی ملی ہے کہ اس میں وہ تمام اچھی باتیں موجود ہیں جو دیگر مذاہب میں نہیں پائی جاتیں۔" (میزان التحقیق ص ۴۳)

ممتاز انگریز مفکر موسیو لیون راس لکھتے ہیں!

"دین اسلام دیگر تمام مذاہب سے بہتر اور افضل ہے۔ جو لوگ اس میں عیب نکالتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں۔ اسلام ایک جامع الکمالات دستور ہے۔

فرانسیسی محقق ڈاکٹر گستاؤلی بان اپنی کتاب میں لکھتے ہیں!

"دنیا کے ان مذاہب میں جنہوں نے دلوں پر حکومت کی ہے یہ بھی ایک عالیشان مذہب ہے۔"

دیکھئے (تمدن عرب ص ۱۷۰ و ص ۱۷۱)

اسلامی تعلیمات کے محاسن و خصوصات

موسیو سیدیو لکھتا ہے!

"اسلام بے شمار خوبیوں کا مجموعہ ہے۔ قرآن میں تمام آداب اصول و حکمت و فلسفہ موجود ہیں۔"

دیکھئے (خلاصہ تاریخ عرب ص ۴۳)

ایس پی اسکاٹ لکھتا ہے!

"اس مادی دنیا میں اخلاقی اقدار کو بتدریج کس نے مستحکم اور توانا کیا اور پھر انہیں کس نے بام عروج تک پہنچایا؟ محمدؐ اور ان کے دین اسلام نے۔

مزید لکھتے ہیں!

انسانی وجود کو جو مقام حاصل ہوا وہ محمدؐ کی تعلیمات سے پہلے کبھی بنی نوع انسان کو حاصل نہ تھا۔ سچ پوچھئے تو حقیقت یہ ہے کہ محمدؐ کی تعلیمات کی روشنی نے تاریکیاں ختم کردیں اور بنی نوع انسان دور جاہلیت سے نکل کر روشنی اور علم کے منطقے میں داخل ہو گئی۔

محمدؐ کی تعلیمات انسان کو صرف اور صرف نیکی اور خیر کے کاموں پر آمادہ کرتی ہے۔

حسد، جھوٹ، بے ایمانی اور انسان دشمنی کا قلع قمع کر دیتی ہیں۔

فاضل جرمن مستشرق جو اکیم وی بولف نے جرمنی کے مجلہ علمی "دی ہائف" [illegible] میں ایک مقالہ لکھا جس میں اسلامی فرائض اور حفظان صحت پر گفتگو کرتے ہوئے رقم طراز ہے!

"میں اس وقت اسلام کے اس خاص پہلو پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں جس پر شاید اب تک کسی یورپین نے غور نہیں کیا ہے۔ یہ پہلو ان احکام و قوانین سے تعلق رکھتا ہے جو قرآن نے اپنے ماننے والوں پر حفظان صحت و تندرستی کے تعلق سے ضروری قرار دیئے ہیں۔ میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ روئے زمین کے تمام صحائف آسمانی میں قرآن ہی کو اس لحاظ سے خصوصی امتیاز حاصل ہے کہ اگر ہم ان عظیم الشان مگر سادہ احکام تندرستی پر غور کریں جو قرآن نے دیئے ہیں اور یہ بھی سوچیں کہ ان کی پابندی کرنے والوں کو جنت الفردوس کا مستحق قرار دیتے ہیں اس میں کیا حکمت ہے؟ تو یہ حقیقت روشن ہو کر سامنے آجائے گی کہ یہ صحیفہ آسمانی (قرآن کریم) اہل ایشیاء کو نہ ملتا تو ایشیا جیسا وبائی خطہ یورپ کے حق میں بھی بلائے بے درماں ثابت ہوتا۔ اسلام صفائی' پاکیزگی اور طہارت کی واضح ہدایات نافذ کر کے جراثیم کے لئے مہلک ثابت ہوا ہے۔

مسٹر فن چی بدھ عام اور چینی لیڈر لکھتے ہیں!

"پیغمبر عرب نے جو تعلیمات دنیائے انسانیت کے سامنے پیش کی ہیں وہ روحانی اور مادی ہر دو اقسام کی ریاضتوں کو اپنی اپنی جگہ ٹھکانے سے رکھنے والی اور دونوں کے درمیان بہترین توازن قائم کرنے والی ہیں۔"

دیکھئے (شان محمدؐ ص ۳)

آر ہڈ ٹوائن بی لکھتا ہے!

"محمدؐ نے اسلام کے ذریعہ انسانوں میں رنگ' نسل اور طبقاتی امتیاز کا خاتمہ کر دیا۔ کسی مذہب نے اس سے بڑی کامیابی حاصل نہیں کی جو محمدؐ کے مذہب کو نصیب ہوئی۔ آج کی دنیا جس ضرورت کے لئے رو رہی ہے اسے صرف اور صرف مساوات محمدیؐ کے ذریعہ ہی پورا کیا جا سکتا ہے۔

سٹرلیونارڈ اسلام کے متعلق کہتے ہیں!

"پس وہ تلاش کنندہ یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو گا کہ اسلام ایک عظیم اور سچا مذہب ہے جو اپنے متبعین کو انسانی اندھیرے اور گمراہیوں سے نکال کر روشنی اور سچائی کی بلند چوٹیوں پر پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر اسلام کا انتہائی مقصود یہی ہے اور ایک یورپ میں رہنے والے کی تحقیق اس نتیجہ پر پہنچتی ہے تو وہ دن دور نہیں ہے جب نیک ارادوں والے لوگ اسلام اور اس کی اشاعت کرنے والے کے متعلق اس نتیجہ پر یقیناً پہنچ جائیں گے۔

دیکھئے (اسلام اور دنیا کے مذاہب ص ۲۲۹)

موصوف مزید کسی اوسط درجہ کے مسلمان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے!

"تاہم وہ نہ صرف پرجوش و سرگرم اور پختہ عقیدت مند ہوتا ہے بلکہ تمام دیگر باتوں سے بالاتر وہ ثابت قدم وفادار اور عقائد میں مستقل اور برقرار رہنے والا بھی ہوتا ہے (ص ۲۴۳)

ولیم میور لکھتا ہے!

مذہب اسلام اس بات پر فخر کر سکتا ہے کہ اس میں پرہیزگاری کا ایک ایسا درجہ موجود ہے جو کسی اور مذہب میں نہیں پایا جاتا (لائف آف محمدؐ)

سر ولیم میور ایک اور موقع پر رقم طراز ہے (یہ بیان بڑا اہل قدر ہے کیونکہ یہ تحریر ایک ایسے ہاتھ سے آئی ہے جو دلی ور پر اس کا اظہار کرنا گوارا تو نہیں کرتا تاہم اسے اعتراف حقیقت کرنا ہی پڑتا ہے)

"اس طریق کار کے اثرات جسے ایسے نظام سے قائم کیا گیا تھا جو حضرت محمدؐ اپنی وفات کے بعد چھوڑ گئے تھے کیا کیا ظاہر ہوئے۔ ہمیں آزادانہ کہنا پڑتا ہے کہ اس نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے وہم اور وسوسہ کے سیاہ بادلوں کو جو عرصہ دراز سے اس جزیرہ نما کو گھیرے ہوئے تھے باہر نکال کر جلاوطن کر دیا۔ اسلام کا ڈنکا بجتے ہی بت پرستی غائب ہو گئی۔ اسلام نے بت پرستی کو عرب میں جڑوں سے اکھاڑ کر رکھ دیا اور دیگر تمام عقائد رکھنے والوں کو جو اس وقت دنیا میں پھیلے ہوئے تھے اس حقیقت سے آگاہی ہو گئی کہ بت پرستی ایک عظیم گناہ ہے۔ اتفاق کی تعلیم اور اللہ تعالیٰ کی برتر ذات کا ہر پہلو سے اکمل ہونا خاص کر ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا ایسی باتیں ہیں جو حضرت محمدؐ کی پیروی کرنے والوں کے دلوں میں اور زندگیوں میں زندہ جاوید اصول بن گئے۔ گویا یہ امور جزو جان بن گئے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا پر شاکر رہنا اور سر تسلیم خم کرنا جسے اسلام کا نام دیا جاتا ہے مذہب کا بنیادی اصول قرار پایا۔

مزید لکھتے ہیں!

اسلام اعلیٰ درجہ کی ٹیمپرنس رکھنے میں فخر محسوس کرتا ہے۔ ٹیمپرنس (نشہ آور اشیاء سے پرہیز) جو کسی دوسرے مذہب کو معلوم بھی نہیں ہے۔

آگے مزید لکھتے ہیں!

"اسلام نے جوئے جیسی کمائی جس میں محنت کے بل بوتے پر نہیں بلکہ اتفاقاً منافع مل جانے کا احتمال ہوتا ہے بالکل منع کر دی ہے یعنی ایسے کھیل جس میں محض اتفاق یا چانس کو دخل ہو حرام قرار دی گئی ہیں۔ گندے الفاظ اور جملوں سے پرہیز والدین سے محبت اور ان کا احترام' زکوٰۃ اور خیرات کا فرض ادا کرنا۔ جانوروں سے رحم دلانہ سلوک وغیرہ سب اسلام میں شامل ہیں۔

دیکھئے (اسلام اور دنیا کے مذاہب ص ۲۴۷ و ص ۲۴۸)

ممتاز یورپی مورخ ایچ جی ویلز رقم طراز ہے!

"محمدؐ کی تعلیمات یہ ہیں کہ سچ سب سے بڑی خوبی اور نعمت ہے۔ اسلام سادہ اور کامل مذہب ہے۔ مہربانی' فیاضی اور مساوات پر اس کی بنیادیں استوار ہوتی ہیں۔ یہ دنیا کے ہر آدمی کی ضروریات پوری کرنے والا مذہب ہے۔

ڈبلیو ڈبلیو کیش لکھتا ہے!

"عیسائیوں کو یہ تلخ حقیقت قبول کر لینی چاہئے کہ اسلامی اخلاق مسیحی اخلاق سے بدرجہا بہتر اور قابل عمل ہے۔

محمدؐ کی تعلیمات کی قوت جو دراصل اسلام کی قوت ہے یہ ہے کہ اس نے انسانوں کو دینداری سے زندگی بسر کرنا سکھا دیا۔ محمدؐ کی تعلیمات کی تاثیر تو اپنی جگہ آپؐ نے اسے اس قدر آسان بنا دیا کہ عام آدمی کے لئے انہیں اپنانے میں کسی قسم کی پیچیدگی محسوس نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس دوسرے مذاہب کی تعلیمات اور اعمال اتنے الجھے ہوئے ہیں کہ عام آدمی کی گرفت میں نہیں آتے۔

ماسٹر شنکر داس گیانی ہندو عالم کہتا ہے!

"آپؐ کی تعلیم میں بہت سی خوبیاں نظر آتی ہیں جن کو دیکھ کر بے اختیار آپؐ کی تعریف کرنے کو جی چاہتا ہے۔ اگر آپؐ کچھ نہ کرتے صرف خدا پرستی اور مساوات کی تعلیم پر اکتفا کرتے تو بہت کچھ تھا اور اتنے ہی پر دنیا ان کے قدموں پر عقیدت کے پھول نچھاور کرتی مگر اب جبکہ آپؐ کی تعلیمات میں توحید' تقویٰ' نیکی' پارسائی' محبت' رواداری اور عورتوں کے حقوق کی آزادی وغیرہ چیزیں بھی نظر آتی ہیں تو ایسی حالت میں ان کی تعریف سے چشم پوشی کرنا ہٹ دھرمی اور بدترین تعصب ہے۔

بحوالہ (رسالہ مولوی دہلی ربیع الاول [illegible])

ای ڈرمنگھم لکھتا ہے!

"محمدؐ جو دین لے کر آئے اور جن تعلیمات سے آپؐ نے دنیا کو سرفراز کیا اس میں سمجھوتے بازی اور منافقت سرے سے موجود ہی نہیں ہے (دی لائف آف محمدؐ)

ہندو عالم لالہ لا جپت رائے کہتے ہیں!

"میں مذہب اسلام سے محبت کرتا ہوں اور اسلام کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کے مہاپرش سمجھتا ہوں۔ میں قرآن کی معاشرتی' سیاسی' اخلاقی اور روحانی تعلیم کا دل سے مداح ہوں اور اس رنگ کو اسلام کا بہترین رنگ سمجھتا ہوں جو حضرت عمرؓ کے دور میں تھا۔

سر ولیم بگنٹ لکھتے ہیں!

"اسلام کے پاس اولاد آدم کو دینے کے لئے اتنا کچھ ہے کہ وہ بالآخر ساری دنیا کو اپنا بنا لے گا۔"

روزنامہ جنگ نے ۲۷ جون ۱۹۹۱ء کو وائس آف امریکہ کے حوالے سے یہ خبر شائع کی کہ پہلی مرتبہ امریکی ایوان کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن سے کیا گیا۔ وائس آف امریکہ کے مطابق سراج وہاج بوسٹن کی مسجد کے امام ہیں تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک مسلمان عالم دین نے امریکی ایوان نمائندگان کے اجلاس کا افتتاح تلاوت کلام پاک اور دعا کے ساتھ کیا۔ امام سراج ہاج کا نام ویسٹ ورجینیا کے ڈیموکریٹک سینیٹر نک راہال نے تجویز کیا تھا۔ اس موقع پر راہال نے کہا کہ انہیں مدعو کرنے کا مطلب یہ تھا کہ اسلامی عقائد کے بارے میں جو بعض دیومالائی اور غلط فہمی پر مبنی باتیں مشہور ہیں ان کا تدارک کیا جائے۔

انگلستان کا نامور مورخ ایڈورڈ گبن لکھتا ہے!

"محمدؐ کا مذہب (اسلام) شک و ابہام سے بری ہے۔ خدا کی وحدانیت پر اسلام ایک درخشاں شہادت ہے۔ رسول کریمؐ نے بتوں' انسانوں' ستاروں اور سیاروں کی پرستش اس عقلی دلیل سے مسترد کردی کہ جو طلوع ہوتا ہے وہ غروب بھی ضرور ہوتا ہے۔ جو پیدا ہوا ہے اس کا مرنا بھی یقینی ہے اور ہر وہ شے جو زوال پر آمادہ ہے اس کا بگڑنا اور ناپید ہونا لازمی ہے۔ اس نے جس خالق کائنات کو قابل پرستش ٹھہرایا اس کے بارے میں یقین اور جوش و خروش کے ساتھ اعلان کیا کہ وہ لاانتہائی اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ کوئی شکل و صورت اور مقام اس سے منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ اس کی اولاد نہیں وہ ہمارے پوشیدہ ترین خیالات سے واقف ہے۔ خود اس کی فطرت اس کے وجود کی ضامن ہے۔ تمام اخلاقی اور ذہنی کمالات کا وہ خود منبع ہے۔

مشہور انگریزی مورخ ایچ جی ویلز لکھتا ہے!

"اسلام اپنے ابتدائی دور میں ان لاہوتی پیچیدگیوں سے بالکل پاک تھا جن کے دلدل میں نصرانیت ایک مدت تک پھنسی رہی اور جنہوں نے نہایت سخت اختلاف پیدا کرکے نصرانی روح کا خاتمہ کردیا۔ اسلام میں کاہنوں کا طبقہ نہیں ہے بلکہ صرف علماء' معلم اور واعظ ہیں۔ جس طرح اسلام شجاعت کے جذبات پر جو صحرائی قوموں کا خاصہ ہے مشتمل ہے اسی طرح وہ رحمت و رافت' فیاضی و کشادہ دلی اور اخوت و محبت سے معمور ہے اسی بناء پر عوام کی فطرت میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا کئے بغیر ان کے دلوں میں اتر گیا۔

ملاحظہ ہو (اسلام اور عربی تمدن ص ۲۶)

ہندو فاضل بابو جین چندر بال کہتے ہیں!

"قرآن کی تعلیم میں ہندوؤں کی طرح ذات پات کا امتیاز موجود نہیں ہے۔ نہ ہی کسی کو ذاتی اور مالی عظمت کی بنا پر بڑا سمجھا جاتا ہے۔"

انگلستان کے مشہور پادری بے جانسن اسلامی تعلیمات کے محاسن کا اعتراف کرتے ہوئے کہتے ہیں!

"تعصب سے بلند ہو کر اگر اسلام کا مطالعہ کیا جائے تو یہ صرف مسلمانوں ہی کے لئے نہیں بلکہ دنیا کے تمام باشندوں کے لئے بہترین اخلاقی درس ہے۔ اسلام میں نیک کاری' پاک بازی' سچائی' ایفائے عہد اور رحم و مساوات جیسی اچھی تعلیم موجود ہے وہ کسی دوسرے مذہب میں نہیں پائی جاتی۔ اسلام میں اس کے علاوہ مساوات کا جو نمونہ پایا جاتا ہے اس کی مثال دیگر مذاہب پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ اسلامی تعلیمات اس قدر واضح اور صاف ہیں کہ غیر مسلم بھی ان سے پورا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ بحوالہ (دین و دنیا دہلی ۱۹۲۹ء)

کینن ٹیلر اپنے مقالہ میں جو ۷ اکتوبر ۱۸۸۷ء کو وولور ہیمپٹن چرچ کانگریس میں پڑھا گیا لکھتے ہیں!

"اسلام نے مذہب کے بنیادی اصولوں کو پیش کیا یعنی خدا کی وحدانیت' عظمت' رحمت اور عدالت کا اعلان کیا اور کہا کہ اس کی ذات کی اطاعت تسلیم و رضا کی مستحق اور سزاوار ہے۔ اسلام نے اس بات کا بھی اعلان کیا کہ انسان اپنے اعمال کا ذمہ دار اور جوابدہ ہے اور آخرت میں یوم حساب آنے والا ہے جہاں گناہ گاروں پر سخت عذاب نازل ہوگا۔ اس نے نماز' روزہ' زکوۃ اور صدقہ و خیرات کو فرض قرار دیا اور مصنوعی قسم کی نیکیوں اور مذہبی دجل و فریب کی سختی کے ساتھ تردید کی اور بگڑتے ہوئے انسانی جذبات اور مذہبی مناظروں کی لفظی باریکیوں کی مذمت کی۔ اسلام نے رہبانیت کی جگہ مردانگی کو دی۔ غلام کو نجات دی امید دلائی' نوع انسانی کو اخوت کی تلقین کی اور انسانی فطرت کے بنیادی حقائق کا اعتراف کیا۔ دیکھئے (دعوت اسلام ص ۷۵)

سی ایف انڈروز اپنے ایک طویل انگریزی مضمون میں اسلامی تعلیمات کے محاسن پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے رقم طراز ہے!

"اسلام اپنے ساتھ صرف سادہ زندگی نہیں بلکہ سادہ دین بھی لایا یعنی ایک پروردگار' ایک دین' ایک مسلک' ناقابل فہم مذہبی اور بے معنی رسموں کے لاانتہائی جھگڑوں کے بعد توحید درحقیقت خالص سادگی تھی جس سے نہ صرف عرب میں بلکہ دنیائے مسیحیت میں بھی بت پرستی کا خاتمہ ہوگیا معاشرہ اور سادہ ہوگیا۔ عرب سے غریب فلاحین اور شام کے سب سے زیادہ مظلوم کاشتکاروں کو کم سے کم کچھ وقت کے لئے انسانی اخوت اور اجتماعی عبادت کی عظمت کا احساس ہوا۔ پیغمبر اسلام کے ان آخری کلمات کو دستور العمل بنایا اور ملحوظ رکھا گیا۔

اے مسلمانو! تم ایک دوسرے کی جان و مال کو واجب الاحترام سمجھو اور نقصان نہ پہنچاؤ' اپنی عورتوں سے اچھا سلوک کرو کیونکہ وہ تمہارے حوالے کی گئی ہیں اور تم نے انہیں خدا کی ضمانت پر لیا ہے۔ اس بات کا خیال رکھو کہ تم غلاموں کو وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو۔ یاد رکھو مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ تم سب برابر ہو اور ایک برادری ہو۔ میں اپنا کام انجام دے چکا ہوں تمہیں اللہ کی کتاب اور واضح احکام دیئے جاتا ہوں۔ اگر تم انہیں تھامے رہو گے تو گمراہ نہ ہو گے۔

پیغمبر اسلام کے ابتدائی خلفاء نے اپنی روزمرہ زندگیوں میں مذکورہ ہدایات پر اس حد تک عمل کیا کہ انہوں نے درویشانہ زندگی بسر کی جس سے وہ مفلسوں کے افلاس کا احساس کرنے کے قابل ہوگئے۔ وہ خدا پر ایمان رکھتے تھے اور اسی کی مرضی کے تابع تھے۔ ان کی اور خود پیغمبر اسلام کی متقیانہ زندگیوں میں ہم اسلام کا حقیقی فیض ملاحظہ کرسکتے ہیں۔

اصولی طور پر یہ ایسا دین ہے جو انسان کی پوری زندگی میں خالص صداقت' پاکیزہ نظریات' مومنوں کی مساوات اور احکام الہی کی اتباع کی طرف راغب کرتا ہے۔

موصوف ہندوستان پر اسلام کے اثرات پر بحث کرتے ہوئے رقم طراز ہے!

آج جب ہم مجموعی حیثیت سے پورے ہندوستان پر غور کرتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ بعض نہایت اہم اور ضروری معاملات میں اسلام کی بدولت شمالی ہند فی الواقع مضر صحت بلکہ مہلک جراثیم سے پاک ہوگیا۔

مزید لکھتے ہیں!

میں دنیا کی تاریخ کے ایک اور پہلو کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ جس کی اہمیت کا پورا اعتراف اب تک نہیں کیا گیا ہے۔ افریقہ میں اسلام ہی وہ متحد کرنے والی قوت ہے جس نے معاشرے کو قبائلی جنگ و جدال سے محفوظ رکھا۔ انتہائی ہولناک اور نفرت انگیز مردم خواری' ظالمانہ شکار دیوتا پرستی' جنسی آوارگی اور نسل کشی جو افریقہ کے وحشیوں کے روزمرہ کے معمولات تھے اسلام کی آمد کے نتیجہ میں حیرت انگیز طور پر کم ہوگئے ہیں۔

یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ افریقہ کے اندرونی علاقوں میں جہاں جہاں اسلام کا پیغام مساوات پہنچا وہاں اس نے اپنے ماننے والوں کے انسانی وقار اور

باقی ص ۲۷ پر

عدل و انصاف کا دورِ عروج
ظالم و جابر حکمرانوں کا دورِ نامسعود
اور طاغوتی سلطنتوں کا اسلامی مملکت بننے کا دور

عہد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تحریر: عبدالرحمٰن جامی

امت محمدیہ کے مسلمہ امام اول و خلیفہ بلا فصل و راشد و برحق حقیقی جانشین نبوت رفیق غار و مزار و دار القرار سیدنا ابو بکر صدیق سلام اللہ و رضوانہ نے جب یہ محسوس کیا کہ دنیا سے رخصت ہونے کا وقت قریب آچکا ہے تو خلافت کی فکر ہوئی۔ کہ اس مسئلہ کو اگر زندگی میں حل نہ کر دیا گیا تو ممکن ہے کہ کوئی اختلاف اٹھ کھڑا ہو غور و فکر کے بعد آپ نے امام ثانی و خلیفہ راشد و برحق محدث الامہ قتیل خنجر مجوس ایران سیدنا عمر فاروق اعظم سلام اللہ و رضوانہ کا نام خلیفہ کے لئے منتخب کیا۔ پھر اس مسئلہ میں رفقائے رسولؐ سے مشورہ کیا۔ متفقہ طور پر یہ بات جب طے پاگئی۔ تو آپ نے عہد نامہ خلافت لکھوایا۔ اور مجمع عام میں پیش کیا اور سب سے پوچھا کہ تم نے پسند کیا۔ تمام احباب نے اپنی مسرت کا اظہار کیا۔ عہد نامہ کا خلاصہ یہ تھا: بحوالہ۔ تاریخ ملت صفحہ ۷۹

عہد نامہ:۔ سیدنا ابو بکر خلیفہ محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر آخر کے وقت کا ہے۔ یہ وہ نازک وقت ہے جب کافر بھی ایمان لے آتا ہے اور گناہ گار بھی اللہ کریم پر یقین کرنے لگتا ہے۔ میں سیدنا عمر بن خطاب کو تمہارا حاکم مقرر کرتا ہوں۔ اس تقرر میں تمہاری بھلائی کو میں نے پوری طرح ملحوظ رکھا ہے۔ اگر وہ حق پر قائم رہے اور عدل سے کام کیا۔ تو مجھے ان سے یہی امید ہے لیکن اگر انہوں نے ظلم کیا اور راہ حق سے ہٹ گئے تو مجھے غیب کا کیا علم' میرا ارادہ تو مسلمانوں کے ساتھ بھلائی کا ہی ہے اور ہر شخص اپنے عمل کا ذمہ دار ہے۔

عہد نامہ میں جو سوز و گداز ہے اس پر بار بار غور کیجئے اس میں کوئی شائبہ دنیا پرستی کا معلوم نہیں ہوتا ہے خلافت اپنے کسی رشتے دار اور بھائی بیٹے کو نہیں سونپی جارہی ہے بلکہ اس کے کندھوں پر یہ تمغہ خلافت ڈالا جارہا ہے جو پوری جماعت صحابہ کرام اور قوم میں خلافت کا واقعی اہل ہے۔ امیر المومنین خلیفہ ثانی سیدنا فاروق اعظمؓ کے ایک سپاہی کو دیکھئے۔ وعدہ کا کتنا سچا ہے ایرانی سپہ سالار گرفتار ہو جاتا ہے مگر سپاہی پہچان نہیں پاتا۔ وہ کہتا ہے میں ایک بوڑھا سپاہی ہوں۔ مجھے پکڑ کر کیا کرو گے تم مجھے چھوڑ دو۔ تمہیں معقول معاوضہ دوں گا۔ مسلمان سپاہی منظور کر لیتا ہے۔ وہ کہتا ہے اس معاملہ کو اپنے سردار سے طے کرادو۔ سردار لشکر اسلامی حضرت ابو عبیدہ ثقفیؓ کی خدمت میں دونوں حاضر ہوتے ہیں۔ وہ پہچان لیا جاتا ہے لوگ کہتے ہیں اس نے سپاہی کو دھوکہ دیا ہے لہٰذا معاملہ منسوخ کیا جائے۔ مگر حضرت ابو عبیدہؓ فرماتے ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ جب ایک مسلمان نے امان دیدی تو ساری قوم کو اس کا تسلیم کرنا ضروری ہے اسلام میں وعدہ خلافی کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ چنانچہ اسے چھوڑ دیا گیا۔ آجکل کے سیاست دان کیا فرمائیں گے۔ یہی کہ ابو عبیدہؓ نے بے وقوفی کی۔ وہ سیاسی دماغ نہیں رکھتے تھے۔

حضرت ابو عبیدہؓ کا ایک واقعہ اور سن لیجئے۔ ایک مقام پر مسلمانوں کو فتح ہوئی آس پاس کے علاقہ کے رئیس حاضر خدمت ہوئے۔ اور اظہار خلوص کے لئے یہ اپنے ساتھ عمدہ عمدہ کھانے پکوا کر ساتھ لائے۔ حضرت ابو عبیدہ نے پوچھا یہ کھانا ساری فوج کے لئے ہے یا صرف میرے لئے۔ رئیسوں نے جواب دیا۔ جلدی میں ساری فوج کے لئے ایسا انتظام مشکل تھا صرف آپ کے لئے آیا ہے حضرت ابو عبیدہؓ نے جواب دیا جو گروہ خون بہانے میں ابو عبیدہؓ کا شریک ہوگا کھانوں کا لطف اٹھانے میں وہ اس سے جدا نہیں ہو سکتا۔ ابو عبیدہؓ وہی کھائے گا جو ایک معمولی سپاہی کھائے گا۔ فرمایئے اب یہ جذبہ مسلمانوں میں باقی رہا۔ اب تو اپنا پیٹ بھرا جاتا ہے کیا لیڈران کرام کھاتے وقت اپنے رضاکاروں کو تلاش کرتے ہیں۔

امام عدل و حریت سیدنا فاروق اعظمؓ کا عہد خلافت ہے حضرت سعدؓ سپہ سالار ہیں دربار خلافت سے فرمان آیا پہلے کسریٰ کے دربار میں چند معزز اور فہیم مسلمانوں کو سفیر کی حیثیت سے بھجوا دو اسلامی قاعدہ کے مطابق صلح کے لئے شرائط پیش کرو۔ حسب الحکم سفیر بھیجے گئے۔ اور خود شہنشاہ بھی ان کی جرات پر حیران رہ گیا۔ حاضری کے بعد یزدگرد نے پوچھا ہمارے ملک میں تم کیوں آئے ہو رئیس وفد نعمان بن مقرن نے ایک تقریر کی۔ جس میں اسلام کی حقیقت بیان کی اور اخیر میں اپنا مقصد پیش کرتے ہوئے بیان کیا۔ اے عمائد ایران ہم تمہیں اسی مقدس دین کی طرف بلاتے ہیں اگر تم یہ بلاوا قبول کرتے ہو تو کیا کہنے ہمیں تم سے تعرض کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم کتاب اللہ تمہارے حوالہ کردیں گے وہی تمہاری رہنما ہوگی اور اس کے احکام کی پیروی تمہارا فرض ہوگا لیکن اگر تمہیں اس دعوت کے قبول کرنے سے انکار ہے تو پھر تمہیں جزیہ ادا کرکے اسلام کے اقتدار کو قبول کرنا پڑے گا۔ اور وعدہ کرنا ہوگا کہ تمہاری سلطنت میں ظلم نہ ہوگا۔ اور بدکاری سرنہ اٹھائے گی اور اگر تمہیں یہ بھی منظور نہیں تو پھر تلوار تمہارے اور ہمارے درمیان فیصلہ کرے گی۔

لا اکراہ فی الدین کی عملی تفسیر اس سے عمدہ کیا ہو سکتی ہے انسان کے اعمال میں بالعموم دو پاکیاں ہوتی ہیں۔ ایک باطن اور روح کی۔ اور دوسرے ظاہر اعمال کی۔ جن سے دوسرے انسانوں پر ظلم و جور کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں۔ انسانیت کی مٹی پلید کی جاتی ہے تلوار انہی چیزوں کے مٹانے کے لئے اٹھانے کی اجازت ہے۔ جنگ قادسیہ ہی کے موقع پر آخری مرتبہ مغیرہ بن شعبہؓ سفیر بن کر رستم کی فرودگاہ میں گئے۔ رستم نے اسلامی سفیر کو مرعوب کرنے کے لئے طریقہ یہ اختیار کیا کہ حریر و دیبا کے بیش قیمت فرش زمین پر بچھائے گئے زرنگار پردے دیواروں پر لٹکائے گئے۔ بیچ دربار میں ایک سونے کے تخت پر جواہرات کا تاج سر پر رکھ کر رستم بڑی شان سے بیٹھا ادھر ادھر درباری سونے کے مرصع تاج اوڑھے اپنے اپنے مرتبے کے مطابق بٹھائے گئے۔ اور خدام اور پہرے دار دو رویہ پہرے جمائے ادب سے کھڑے کر دیئے گئے۔

سیدنا حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے سے اترے اور سیدھے تخت کی طرف بڑھے اور بے باکی سے رستم کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ حضرت مغیرہؓ کی اس جرات پر سارا دربار حیران رہ گیا بالآخر ایک پہرہ دار بڑھا اور اس نے حضرت مغیرہؓ اسلامی سفیر کو تخت سے اتار دیا۔ یہ دیکھ کر حضرت مغیرہؓ کو تعجب ہوا اور انہوں نے برجستہ کہا اے سرداران ایران ہم تم کو عقلمند سمجھتے تھے لیکن تم بڑے بے وقوف نکلے ہم مسلمان بندوں کو خدا نہیں بناتے اور کمزور انسانوں پر طاقتور لوگوں کی آقائی کے قائل نہیں۔ ہمارا خیال تھا کہ تمہارے ہاں بھی یہی دستور ہوگا۔ بہتر یہ تھا کہ تم ہمیں پہلے ہی بتا دیتے کہ تمہارے یہاں کمزور طاقتور کی

پرستش کرتے ہیں اور انہیں دیوتا بنا کر اونچی جگہ بٹھاتے ہیں' انسانی مساوات کا اصول تمہیں تسلیم نہیں۔ اگر یہ بات مجھے پہلے معلوم ہوجاتی تو میں ہرگز تمہارے دربار میں نہ آتا۔ خیر اب تو میں آگیا لیکن تمہیں بتائے دیتا ہوں کہ سلطنت قائم رہنے کے یہ ڈھنگ تمہارے زیردستوں کی بے قراری تمہارے اقتدار کی بساط الٹ دے گی۔ ایرانی لوگوں نے حضرت مغیرہؓ کی اس تقریر کو سن کر اعتراف کیا تھا اللہ کی قسم اس عربی نے بات تو پکی کی۔ اس جنگ قادسیہ کی خلیفہ ثانی محدث الامت سیدنا فاروق اعظمؓ کو بڑی فکر تھی روز علی الصباح مدینہ منورہ کے باہر آبیٹھتے اور قاصد کی راہ دیکھتے۔ ایک دن حسب معمول اسی انتظار میں بیٹھے تھے کہ ایک شترسوار سامنے سے آتا نظر آیا سیدنا عمر فاروق اعظمؓ نے پوچھا کہاں سے آئے ہو اس نے جواب دیا قادسیہ سے سیدنا عمرؓ ساتھ ہوگئے اور پوچھا اے بندہ خدا کچھ مجھے بھی تو بتاؤ وہاں کیا ہوا قاصد نے کہا اللہ کریم نے دشمن کو شکست دی قاصد شہر کی طرف دوڑتا چلا جارہا تھا اور سیدنا عمرؓ پیچھے پیچھے دوڑتے آرہے تھے اور اس سے فتح کے حالات پوچھتے جارہے تھے جب دونوں شہر میں داخل ہوئے..... اب قاصد کو معلوم ہوا کہ رکاب کے ساتھ دوڑنے والے خود خلیفۃ المسلمین ہیں خوف کے مارے کانپ اٹھا اور کہنے لگا امیر المومنین آپ نے اپنا نام مجھے کیوں نہ بتایا آپ نے بے پرواہی سے جواب دیا کچھ حرج نہیں تم حالات سنائے جاؤ۔ (تاریخ ملت ج ۲)

یہ تھی خلیفۃ المسلمین کی سادگی۔ کوئی ایسی مثال اس زمانہ میں پیش کرسکتا ہے کیا کسی اشتراکی ملک کا صدر مملکت بھی ایسی سادی زندگی گذارنے پر راضی ہوگا میں عدل اور مساوات کے داعیوں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ خلفائے راشدین کے حالات پڑھیں۔ ایران فتح ہوگیا اور تین کروڑ کی غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آئی۔ پہلے دن فتح کی دربار خلافت میں خوشخبری آئی اور دوسرے دن صحن مسجد میں مال غنیمت کا انبار لگ گیا جو تقسیم کیا گیا مگر اس دولت کے انبار کو دیکھ کر امیر المومنین خلیفہ ثانی راشد و برحق سیدنا عمرؓ رونے لگے ایک شخص نے پوچھا امیر المومنین یہ رونے کا کیا موقع ہے آپ نے ٹھنڈی سانس لے کر فرمایا۔ جس قوم میں دولت آتی ہے رشک وحسد بھی ساتھ آتا ہے اور رشک وحسد کے بعد رعب ودبدبہ باقی نہیں رہتا۔ کون ہے جو اس قول کی صداقت سے انکار کردے۔ دنیا دولت کے انبار دیکھ کر خوش ہوتی ہے اور خلیفۃ المسلمین اسی دولت کو دیکھ کر آنسو بہاتا ہے۔ سوچو تو سہی یہی خدمت قوم اور ملک کی کون انجام دے سکتا ہے۔ دولت پرست یا دولت سے بے پرواہ اخلاق واعمال کی پاکیزگی کا خواہاں یا صرف ملک کو سونے سے ڈھکنے کا خواہشمند.....

ایک مقام فتح ہوا تو سیدنا عمرؓ نے اس کی برابر خبرگیری کی کہ مسلمان کہیں ذمیوں پر زیادتی نہ کریں وفد کے ذریعہ سے اس کی خبر لیتے رہے اور پھر وہاں کے سردار عتبہ کو لکھا.....

"مسلمانوں کو ظلم سے دور رکھو اور ذمیوں کے معاملہ میں اللہ ہی سے ڈرو ایسا نہ ہو کہ تمہاری طرف سے کوئی زیادتی ہو اور اس کی وجہ سے اہل ذمہ زیادتی دیکھیں۔ تمہیں جو کچھ اللہ نے دیا ہے وفائے عہد کی وجہ سے دیا ہے لہٰذا وفاء عہد کا ہمیشہ خیال رکھو اور اہل ذمہ کے ساتھ حسن سلوک میں اللہ کریم ہی کے حکموں پر چلو اگر تم نے ایسا کیا تو اللہ ہی تمہارا مددگار وناصر ہوگا۔

کیا اس کے بعد بھی کہا جائے گا کہ اسلامی حکومت میں غیر مسلم کی عزت نہیں یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ ذمی مسلم حکومت میں اللہ کریم کی امانت ہوتے ہیں جس امانت کی حفاظت مسلمان حکمران کا فریضہ ہے اس فریضہ میں کوتاہی اور سستی باعث خسران اور بربادی ہے۔

شاہ اہواز ہرمزان نے اپنے کو مسلمانوں کے حوالہ کردیا۔ اور کہا اپنے خلیفہ کے پاس مجھے لے چلو ان کا فیصلہ مجھے منظور ہوگا۔ چنانچہ یہی ہوا۔ ہرمزان شاہانہ شوکت کے ساتھ مدینہ میں داخل ہوا۔ اسلامی وفد ہرمزان کو لے کر مسجد نبویؐ میں پہنچا۔ تو مراد رسولؐ داماد سیدنا علی المرتضیٰ سیدنا عمر فاروق اعظمؓ سورہے تھے..... سونے کی شان یہ تھی کہ فرش خاک کا بستر تھا اور ہاتھ میں چمڑے کا درہ تھا۔ ہرمزان نے پوچھا کہ خلیفۃ المسلمین کہاں ہیں۔ لوگوں نے اشارہ سے بتایا یہ ہیں۔ ہرمزان نے تعجب سے پوچھا ان کے نقیب اور چوبدار نہیں ہیں لوگوں نے جواب دیا۔ سیدنا عمرؓ خلیفۃ المسلمین کو اس کی ضرورت نہیں۔ ہرمزان نے کہا اس سادگی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بادشاہ نہیں نبی ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا نبی تو نہیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین اور اس کے سچے پیروکار ضرور ہیں۔

محترم قارئین! کمیونزم اور سوشلزم کے ماننے والے آئیں یہ منظر دیکھیں اور اپنے صدر کو دیکھیں کیا سیدنا فاروق اعظمؓ کی اس سادگی سے بڑھ کر کوئی اور سادگی ممکن بھی ہے۔ دنیا میں جو لوگ عدل ومساوات کا پرچار کرتے ہیں وہ اسلامی حکومت اور خلفائے راشدین کا مطالعہ کریں مسلمان حکمران اس واقعہ کو پڑھیں اور سوچیں وہ کیا کر رہے ہیں۔ اپنے اسلاف کی روش پر کیا ان کا کوئی عمل باقی ہے موجودہ مسلمان حکمرانو! تم کو اللہ کریم ہی کے حضور میں جانا ہے سوچو تم اپنے عمل سے اسلامی تعلیمات کو کس قدر بدنام کررہے ہو۔ کل قیامت میں حشر کے اندر کیا منہ دکھاؤ گے تم اپنے آرام کے لئے دشمنوں کو پورا ملک ٹھیکہ پر دیتے رہتے ہو۔ اور مسلمانوں اور ملک کے بسنے والوں کو روحانی اور جسمانی اذیت دیتے ہو۔ جاگو' جاگو ورنہ دنیا بھی تم کو معاف نہیں کرے گی۔

ایک دفعہ ایک موقع پر عبد الرحمٰن بن ابی ربیعہؓ نے ایک شخص کو ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا قسم ہے اللہ کریم کی میرے ساتھ وہ جماعت ہے کہ اگر اسے امیر حکم دے تو سر سکندری تک پہنچ جائے۔ اس پر اس نے پھر سوال کیا اور تعجب سے پوچھا وہ جماعت کون ہے؟ عبد الرحمٰن نے جواب دیا وہ جماعت ہے جس نے قائد اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی ہے اور خلوص نیت کے ساتھ دین اسلام میں داخل ہوئی ہے۔ جان سپاری وفداکاری کا یہ جذبہ ان میں اس وقت تک باقی رہے گا جب تک دوسری قومیں ان پر غلبہ پاکر ان کی ذہنیت کو بدل نہ دیں۔ حضرت عبد الرحمٰن نے جو بات کہی تھی وہ کتنی درست تھی۔ مسلمان اسی جذبہ ایثار کو تلاش کریں۔ جو اصحابؓ رسولؐ کا طرہ امتیاز تھا اور اسی نقش قدم پر چلنے کی حتی الوسع کوشش کریں جو وہ چھوڑ گئے۔

ایران ہی کے ایک علاقہ میں اسلامی لشکر مصروف جہاد تھا کردوں کی مدد لے کر دشمنوں نے مسلمانوں پر زبردست حملہ کردیا لڑائی کے موقع پر حضرت ساریہؓ ایک دفعہ دشمنوں کے نرغہ میں گھر گئے' اسی پریشانی کے عالم میں محدث الامہ سیدنا عمرؓ کی یہ آواز انہوں نے سنی کہ فرمارہے ہیں: "اے ساریہ پہاڑ کی پناہ لو۔ پہاڑ کی پناہ لو"۔ حضرت ساریہؓ نے یہی کیا اور فوج کو ہٹا کر پہاڑ کے دامن میں چلے گئے۔ اور دامن کوہ میں مورچہ بنا کر جنگ کی اور کامیاب ہوئے۔

اس فتح کی بشارت لے کر قاصد جب مدینہ منورہ پہنچا تو مدینہ والوں نے فلاں روز فلاں وقت خلیفۃ المسلمین خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ یکایک زوردار آواز میں پکار اٹھے یا ساریۃ الجبل الجبل اور فرمایا کہ اللہ کریم کی بے شمار مخلوق ہے شاید کوئی یہ آواز ساریہ تک پہنچادے۔ کیا تم نے وہ آواز سنی تھی قاصد نے کہا اسی آواز پر تو ساریہؓ اپنی فوج کو ہٹا کر پہاڑ کے دامن میں لے گئے۔ اور فتح پائی۔

قارئین! غور کریں... ہمارے اسلاف نے دنیا میں کیا کچھ نہیں کیا سینکڑوں ہزاروں میل کی دوری پر سیدنا فاروق اعظمؓ کی آنکھوں نے کیسے دیکھا اور پھر ان کی آواز کیونکر وہاں پہنچی۔ سچ ہے جو اللہ کریم ہی کا ہوگیا اللہ کریم ہی کی ساری فوج اس کے لئے ہوگئی۔

حضرت خالد بن الولیدؓ کو سیدنا فاروق اعظمؓ نے خلافت کی مسند پر بیٹھتے ہی سپہ سالاری سے علیحدہ کردیا تھا مگر ان پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ برابر داد شجاعت دیتے رہے فلسطین کے علاقہ میں قنسرین فتح ہوا۔ اور اس وقت ان کو حضرت خالد کے کارناموں کی اطلاع ملی تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا۔ خالدؓ بن ولید نے اپنے کارناموں سے خود اپنے آپ کو سپہ سالار بنالیا ہے۔ خدا جانشین رسولؐ سیدنا ابوبکر صدیقؓ پر رحمت بیکراں نازل کرے۔ وہ مجھ سے زیادہ مردم شناس تھے کہ انہوں نے خالدؓ کو ان کے صحیح مرتبہ پر سرفراز کردیا تھا میں نے خالد کو اس مرتبہ سے معزول کیا تو ان کی کسی کمزوری کی وجہ سے نہیں بلکہ مجھے خوف ہوا کہ کہیں مسلمان ان کی شخصیت پر بھروسہ نہ کربیٹھیں اور اسلامی فتوحات کو ان کی جنگی مہارت پر محمول نہ کریں۔

ہمارے اسلاف کا ایمان کتنا پختہ تھا جو کچھ حاصل ہوتا اللہ کریم ہی کی دین سمجھتے تھے اپنی طاقت اور ہوشیاری کا نتیجہ نہیں خیال کرتے تھے۔ اور جو کچھ کرتے اخلاص کی

بنیاد پر کرتے' اعتراف حق ان کی گھٹی میں تھا۔ رضی اللہ عنہم۔

قیصر روم شام سے بعد حسرت رخصت ہو کر جب قسطنطنیہ پہنچا۔ تو وہاں ایک رومی مسلمانوں کی قید سے بھاگ کر آیا قیصر نے اس سے مسلمانوں کے حالات پوچھے اس نے بیان کیا اے بادشاہ وہ لوگ دن کو شہ سوار ہیں اور رات کو عابد شب زندہ دار وہ اپنے مفتوحین کا مال بے قیمت ادا کئے استعمال نہیں کرتے اور جس ملک میں داخل ہوتے ہیں امن و سلامتی کی برکتیں اپنے ساتھ لاتے ہیں لیکن جو قوم ان کا مقابلہ کرے اسے اس وقت تک نہیں چھوڑتے جب تک وہ ہتھیار نہ ڈال دے۔

قارئین! یہ ایک دشمن کی شہادت ہے اور کہاں بیٹھ پیچھے اپنے گھر اور اپنے لوگوں میں اس شہادت سے بڑھ کر کوئی اور شہادت کیا ہو سکتی ہے اس شہادت کی روشنی میں مسلمانوں کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے کہ وہ کیا کریں۔

قارئین! اس واقعہ کو غور سے پڑھیں اور سوچیں اسلاف کی یہی خوبیاں ان میں باقی ہیں؟ اگر نہیں تو کیوں... ؟ افسوس مسلمان اپنے مقام سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ ان کو خبر نہیں کہ وہ کیا ہیں۔

بے خبر تو جو ہر آئینہ ایام ہے
تو زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہے

اس شہادت کو سن کر قیصر نے کہا تھا اگر مسلمان ایسے ہی ہیں تو وہ میرے قدموں تلے کی زمین بھی فتح کرلیں گے۔ مسلمان اسلاف کا قلب و جگر پیدا کرلیں اور پھر دیکھیں ساری دنیا یہی الفاظ پھر دہراتی ہے یا نہیں۔ خلیفتہ المسلمین سیدنا عمر فاروق اعظمؓ بیت المقدس میں داخل ہوئے اور عیسائیوں کے مشہور گرجا کنیسہ قمامہ کی سیر کی دوران سیر میں نماز کا وقت آگیا۔ بطریق جو ساتھ تھا اس نے کہا یہیں نماز پڑھ لی جائے آپ نے انکار کردیا اور باہر نکل کر نماز ادا کی۔ بطریق نے پوچھا ایسا کیوں کیا؟ تو آپ نے جواب فرمایا۔ اگر میں یہاں نماز پڑھ لیتا تو میرے بعد مسلمان اس کنیسہ کو تم سے چھین لیتے کہ یہاں ہمارے خلیفہ نے نماز پڑھی ہے پھر آپ نے اس مضمون کی تحریر لکھ دی کہ گرجا کی سیڑھیوں پر بھی جماعت کے ساتھ نماز ادا نہ کی جائے اور نہ اذان دی جائے یہ تھا احتیاط اور ذمہ داریوں کا احساس' اسے کہتے ہیں غیر مذہب والوں کے ساتھ رواداری اور حسن سلوک.... ارباب حکومت کے لئے اس واقعہ میں بڑا سبق ہے کاش وہ غور کریں۔

ایک سال حجاز میں قحط پڑا تو سیدنا عمر فاروق اعظمؓ نے مصیبت زدوں کی امداد کا عمدہ سے عمدہ نظم کیا اسی زمانہ کا واقعہ ہے کہ سیدنا عمرؓ نے قسم کھائی تھی۔ کہ جب تک یہ قحط دور نہ ہو جائے گا وہ گھی اور شہد۔ (جو دسترخوان خلافت کی بہترین غذائیں تھیں) استعمال نہ کریں گے۔ آپ روغن زیتون کے تیل کے ساتھ استعمال کرتے رہے حتیٰ کہ آپ کا معدہ خراب ہو گیا۔ ایک دن غلام یہ حالت دیکھ کر بازار سے کچھ گھی اور شہد خرید لایا اور عرض کیا یا امیر المومنین! اپنی قسم کا کفارہ دیدیجئے اور اسے استعمال کر لیجئے خلیفتہ المسلمین امیر المومنین سیدنا عمر فاروق اعظمؓ نے فرمایا یہ کیونکر ہو سکتا ہے جب تک میں خود تکلیف نہ اٹھاؤں دوسروں کی تکالیف کا اندازہ کیسے کر سکتا ہوں۔ پھر آپ نے اس گھی اور شہد کو صدقہ کر دینے کا حکم دیا۔ (تاریخ ملت ج ۱ ص ۱۸۵) یہ ہے خلیفتہ المسلمین مراد رسولؐ آپ خوب تنقیدی نگاہ ڈالیں۔ اور بتائیں امیر المومنین سیدنا عمرؓ نے جو کچھ کیا وہ اسے کتنا بلند کرتا ہے۔ اللہ اکبر یہ تھی قوم اور ملک سے سچی محبت کہاں ہیں رہبران قوم اور ملکوں کے حکمران..... آئیں اس واقعہ سے سبق حاصل کریں:

شاہ مقوقس نے ایک دفعہ اپنے یہاں کے کچھ لوگوں کو سفیر بنا کر بھیجا کہ مسلمانوں کی حالت کا بغور مطالعہ کریں۔ اور صحیح رپورٹ دیں تاکہ اس کی روشنی میں کوئی فیصلہ کیا جائے۔ سفراء گئے اور وہاں کچھ دن رہ کر واپس آئے مقوقس نے پوچھا حالات بیان کرو۔ سفیروں نے کہا۔ اے شاہ مسلمان ایک ایسی قوم ہے جنھیں موت زندگی سے زیادہ پیاری ہے جنھیں تواضع تکبر سے زیادہ پسند ہے۔ ان میں سے کوئی شخص دنیا اور متاع دنیا کا حریص نہیں وہ زمین پر بیٹھنے میں عار نہیں سمجھتے اور بغیر دسترخوان کے کھانا کھا لیتے ہیں۔ ان کا سردار بھی ان ہی جیسا ہے کسی بات میں ان سے ممتاز نہیں۔ اعلیٰ وادنیٰ اور آقا و غلام کی ان میں تمیز نہیں ہوتی۔ جب نماز کا وقت آتا ہے تو سب وضو کر کے ایک قطار میں خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ کریم ہی کی عبادت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ یہ ایک مخالف اور دشمن کا بیان ہے ان لوگوں کو میرا مشورہ ہے جو ایک ایسا نظام حکومت تلاش کرتے ہیں جس میں امیر و غریب اور شاہ و گدا کی کوئی تمیز نہ ہو۔ کہ وہ اسلامی نظام حکومت کا مطالعہ کریں یقین ہے کہ دنیا جس کے لئے سرگرداں ہے وہ دولت اسی میں چھپی ہوئی ہے نام سے بدکنے کی ضرورت نہیں یہ خدائی دولت ہے کسی کی میراث نہیں۔ اللہ ہی کے سب بندے برابر کے شریک ہیں۔ اس بیان سے مقوقس اتنا متاثر ہوا کہ اس نے اپنی قوم سے کہا۔ اے قوم یہ جماعت اگر پہاڑوں سے بھی ٹکرائے گی تو انھیں بھی اپنی جگہ سے ہلا دے گی خیریت اسی میں ہے کہ ہم اس سے پہلے کہ یہ ہم پر حملہ کریں ہم ان سے صلح کرلیں۔

اسکندریہ کی فتح میں تاخیر ہوئی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے مسلمانوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے میں کچھ سستی برتی ہے چنانچہ آپ نے عمرو بن عاصؓ کے نام ایک خط لکھا اور اس میں تحریر فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنے اعمال و اخلاق کو کتاب و سنت کے بتائے ہوئے نمونہ پر قائم نہیں رکھا ہے اور حکم دیا کہ وہ سب مسلمانوں کو جمع کر کے انھیں اس غلطی پر تنبیہہ کریں اور انھیں تیغ زنی و تحمل شدائد اور نیک نیتی کی ترغیب دیں۔ کتنی صحیح تشخیص تھی۔ واقعہ ہے نباض یہی حضرات تھے غور کریں ان کی دینی سوجھ کتنی بلند تھی تاخیر کا سبب اپنی کوتاہی کو ثابت کیا قدرت پر کوئی الزام نہ ڈالا۔ کیا اب یہ بات مسلمانوں میں باقی رہی اب ہم تو دنیا کے کتے بن کر ذلیل و خوار ہو گئے۔ نہ دنیا ملی اور نہ آخرت ہی کے رہے کاش ہم اب بھی سوچیں اور غفلت سے بیدار ہوں۔

دریائے نیل کی رسم خون ناحق جب مسلمانوں کی طرف سے روک دی گئی تو اتفاق سے دریائے نیل میں پانی نہیں آیا عمرو بن عاصؓ کے پاس شکایت پہنچی آپ نے دربار خلافت میں لکھا خلیفتہ المسلمین' امام عدل و حریت سیدنا عمر فاروق اعظمؓ نے لکھا کہ ایک خط بھیجتا ہوں اسے دریائے نیل میں ڈال دینا۔ سیدنا فاروق اعظمؓ کے خط کا مضمون یہ تھا.....

"اللہ کے بندے اور مسلمانوں کے امیر کی طرف سے نیل مصر کے نام۔ اے نیل اگر تو اپنے اختیار سے بہتا ہے تو بہہ لیکن اگر تیری روانی کا سرشتہ خداوند قہار کے ہاتھ میں ہے تو ہم اللہ کریم ہی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ تجھے جاری کردے"۔

اللہ کریم نے رحم کیا اور پھر دریائے نیل بدستور سابق جاری رہا بلکہ پہلے سے زیادہ مفید ثابت ہوا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر ایک ایرانی غلام ابولولو نے صبح کی نماز میں خنجر کے متعدد وار کئے اور آخر میں خود بھی خودکشی کر کے مر گیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا تو پوچھا میرا قاتل کون ہے نام بتایا گیا سن کر آپ نے فرمایا اللہ ہی کا شکر ہے کہ میرے خون سے کسی مسلمان کے ہاتھ رنگین نہیں ہوئے۔

امام عدل و حریت مراد نبیؐ داماد علیؓ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ دنیا سے رخصت ہونے کا وقت قریب آگیا ہے تو اپنے لخت جگر حضرت عبد اللہ سے کہا... بیٹا! ام المومنین افضل نساء سیدۃ الکونین عائشہ الصدیقہ الحمیراء سلام اللہ و رضوانہ علیہا کے پاس جاؤ ان سے کہنا کہ عمر سلام کہتا ہے دیکھو امیر المومنین نہ کہنا کیونکہ اب میں امیر المومنین نہیں ہوں اور پھر عرض کرنا کہ عمر چاہتا ہے کہ آپ کے حجرہ میں دو محترم رفیقوں کے برابر اس کو جگہ دی جائے۔ اللہ اللہ کیا عشق رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم تھا مرنے کے بعد بھی جدائی پسند نہ تھی اور پھر کہلوانے میں کتنی احتیاط برتی جا رہی ہے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ حمیراؓ خلیفتہ المسلمین سیدنا عمرؓ کے دنیا سے رخصت ہونے کا وقت قریب دیکھ کر بیٹھی رو رہی تھیں کہ اتنے میں عبد اللہ بن عمرؓ پہنچے اور پیام پہنچایا۔ حضرت صدیقہؓ بولیں میں اس جگہ کو اپنے لئے محفوظ رکھنا چاہتی تھی۔ لیکن میں انھیں اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں۔ اسے ایثار کہتے ہیں حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین تھیں اور حق یہ ہے کہ انہوں نے حق ادا کردیا حضرت عمر کو اس خبر سے بڑی خوشی ہوئی۔ سن کر فرمایا۔ الحمد للہ میری سب سے

باقی صفحہ ۲۷ پر

دینی درس گاہوں میں مولانا بنوری کا قائم کردہ دارالجامعہ مینارہ نور و ہدایت ہے

ماہ رمضان المبارک کی بات ہے مکہ المکرمہ میں حرم شریف سے میں تراویح کے بعد باہر آیا دیکھا کہ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحب بھی آگئے ہیں ان کو چلنے میں تکلیف ہو رہی تھی غالباً گھٹنوں میں درد زیادہ تھا میں آگے بڑھا حسب معمول ادب و احترام سے جھک کر ان کی خدمت میں ہدیہ اسلام مسنون پیش کیا۔ مولانا نے مرحوم کی ملاقات کا ایک خاص انداز تھا اس میں میں نے تو کبھی کوئی فرق پایا نہیں چہرے پر بشاشت و نور دل میں سرور جس کا اظہار آنکھوں کے نور سے ہوتا باچھیں کھل جائیں اور آنکھیں کھل جاتیں بے اختیار مصافحہ فرماتے اکثر معانقہ فرماتے میرے ساتھ ان کا ہمیشہ یہ سلوک رہا اور ان میں فرق کبھی نہ آیا۔ صحیح ہے مجھے یہ فخر حاصل نہیں کہ میں ان سے بہت قریب تھا یعنی رات دن ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا تھا ہاں اس میں کلام نہیں کہ ہم دونوں ایک دوسرے کے دل سے قریب تھے۔ اکثر و بیشتر رمضان المبارک میں ان سے مدینہ منورہ میں شرف ملاقات و صحبت حاصل ہوا کرتا تھا اس سال بھی مکہ المکرمہ میں رات بعد تراویح ملاقات ہوئی تو میں نے پروگرام پوچھا کہیں اگلی ٹیکسی سے مدینہ منورہ روانہ ہو رہا ہوں۔

میں نے دل میں کہا عجیب مرد مومن ہے گھٹنوں میں ایسی تکلیف کہ چلنے میں تکلف ضعف نمایاں مگر ہمت ہے کہ اب روانہ ہوں گے اور نماز تہجد مدینہ منورہ میں جا کر ادا فرمائیں گے دل چاہا کہ مشورہ دوں کہ رات آرام فرما لیجئے صبح مجھے شرف ہم سفری عطا فرما لیجے مگر میں جانتا تھا کہ وہ ارادے کے پکے اور عزم کے جوان ہیں۔ بات نہیں مانیں گے۔ میں خاموش ہو گیا۔ شیخ الازہر عالی مرتبت ڈاکٹر شیخ عبدالحلیم محمود چند سال ہوئے میرے ہاں تھے اس ایک مجلس میں میں نے مولانا مرحوم سے درخواست کی کہ وہ ازراہ لطف و کرم شریک تبادلہ خیال ہوں مولانا محترم نے میری درخواست کو شرف قبول بخشا محترمی جناب جسٹس قدیر الدین، محترم جناب خالد اسحاق اور دوسرے احباب بھی تھے مسئلہ تھا کہ ممالک اسلامیہ میں قانون اور دستور اسلام کیوں رائج نہیں ہو سکتا اس مجلس میں مولانا بنوریؒ نے جس وضاحت سے اور بے باک ہو کر مسئلے پر روشنی ڈالی اس کا اثر میرے دل پر ہوا اور یقیناً شیخ الازہر کے لیے ان کے

حکیم محمد سعید

ارشادات وجہ فکر ہوئے۔ جب ہماری دعوت پر کانگرس عالمی سیرت نبوی میں دوبارہ شیخ الازہر پاکستان آئے تو ان کو مولانا بنوریؒ سے ملاقات کا از حد اشتیاق تھا اور جب میں الازہر قاہرہ گیا تو شیخ الازہر نے مولانا بنوریؒ کے بارے میں ضرور دریافت کیا۔ ان ہی دنوں قاہرہ کی سڑکوں بازاروں میں نوجوانان الازہر غیر اسلامی قوانین اور غیر شرعی روایات کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر رہے تھے۔ نوجوانان الازہر کے دلوں میں اسلام کے نور نے جب روشنی کی تو حقائق کو انہوں نے بخوبی دیکھ لیا۔ اس بلند احتجاج نے فکر حکومت پر اثر انداز ہو کر بعض طاغوتی طاقتوں کو قاہرہ میں کمزور کر دیا اور پالیسیوں میں واضح تبدیلی آئی۔

مسئلہ ختم نبوت جب چند سال ہوئے شدومد کے ساتھ سامنے آیا اور مذہبی سے زیادہ سیاسی مسئلہ بن گیا تو اس میں حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ جس اعتماد کامل اور عزم غیر متزلزل کے ساتھ اور قول و فعل کے توازن کے ساتھ اس مجاہدانہ مہم کی رہنمائی کی وہ ان کے مزاج ان کے دل و دماغ اور ان کے فکر و عمل کی عظمت کو سمجھنے کے لیے کافی ہے

حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی ذات وجہ خیر و برکت تھی ان کی ذات سے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا وہ ہر کہ و مہ کے لیے سامان خیر کے لیے ہمیشہ مستعد رہا کرتے تھے مشاورتی مجلسوں میں ان کی موجودگی اس کی ضمانت ہوتی تھی کہ مجلس کا کوئی فیصلہ دین کے منافی اور شرع کے خلاف نہیں ہو سکتا اس عنوان پر ان کی فکر اور عملی توانائیوں کے اظہار کے لیے دو رائے کا کوئی وجود نہ تھا یقین کامل اور عزم راسخ ان کے کردار کے بڑے اہم پہلو ہیں۔

دینی درس گاہوں میں مولانا بنوری کا قائم کردہ دارالجامعہ مینار نور و ہدایت ہے انہوں نے دین کے ہر تقاضے کا احترام قائم رکھتے ہوئے دارالجامعہ کو وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہ ہونے دیا اس دارالجامعہ میں دنیا کے بہت سے ممالک کے طلبا علوم اسلامیہ کی تربیت حاصل کرتے ہیں اور پھر اپنے ملکوں میں جا کر اسلامی تحریکوں کے قائد بنتے ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ پاکستان کے جتنے دارالجامعہ ہیں ان کو مولانا بنوریؒ کے قائم کردہ ادارے سے بہت کچھ سیکھنا چاہیے۔

جمعیت علماء اسلام دیناپور

جمعیت علماء اسلام دیناپور کے رہنما حضرت مولانا رحیم بخش نے جامع مسجد خاناں والی جمعۃ المبارک کے اجتماع میں یہ قرارداد پاس کی کہ ہم ضلع کونسل لودھراں کی قرارداد شناختی کارڈ سے مذہبی خانہ واپس لینے کی قرارداد کی پرزور مذمت کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ قرارداد جلد از جلد واپس لے کر ضلع کے امن کو بحال کریں ورنہ حالات کی ذمہ داری ضلع کونسل پر ہوگی۔

لباس کے آداب

علماء نے لباس کے پانچ درجے بیان فرمائے ہیں (۱) فرض (۲) مستحب (۳) حرام (۴) مکروہ (۵) مباح۔

فرض... ستر عورت کی غرض سے اس کے بقدر کپڑا پہننا

مستحب... جس کپڑے کے پہننے کی شریعت میں ترغیب آئی ہو جیسے عیدین وغیرہ کے موقع پر عمدہ کپڑے پہننا۔

حرام... جس کپڑے کے پہننے کی ممانعت شریعت میں آئی ہو جیسے مرد کے لئے ریشم اور عورت کے لئے ایسا کپڑا پہننا جس میں اعضاء نمایاں ہوں۔

مکروہ... میلے کچیلے 'پھٹے پرانے کپڑے پہننا باوجود اس کو صاف اور سالم کپڑے موجود ہوں جو لباس پہننے والے کی حیثیت کے خلاف ہوں۔

مباح... مذکورہ صورتوں کے علاوہ کپڑے پہننا مباح ہے بشرطیکہ اس میں تکبر اور نمائش مطلوب نہ ہو۔

۱۔ لباس پہنتے وقت اللہ کا شکر ادا کرے' اور یہ سوچے کہ یہ اللہ کا مجھ پر انعام ہے اور دوسری ساری مخلوق اس سے محروم ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا **یا بنی ادم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سواتکم وریشا الخ** یعنی اے اولاد آدمؑ ہم نے تم پر لباس نازل کیا ہے کہ تمہارے جسم کے قابل شرم حصے کو چھپائے' اور تمہارے لئے زینت کا ذریعہ بھی ہو۔

۲۔ لباس ایسا پہنا جائے جس سے شرافت عیاں ہو۔

۳۔ ستر پوشی ہوتی ہو' شرم و حیاء ظاہر ہو'

۴۔ لباس ایسا نہ ہو کہ جس کو پہن کر آدمی عجوبہ یا کھلونہ بن جائے

۵۔ لباس کے بارے میں اللہ نے فرمایا **ولباس التقوی ذلک خیر** کہ بہترین لباس تقوی کا لباس ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ لباس ایسا ہو جو شریعت کی نظر میں پرہیز گاری کا لباس ہو' اس میں یہ بھی داخل ہے کہ مرد عورت کی مشابہت کا لباس نہ پہنے' اور عورتیں مرد کے مشابہت کا لباس نہ پہنیں' کیونکہ یہ لباس ان کے لئے پرہیزگاری کے خلاف ہے' بلکہ ایسا کرنے والے پر اللہ کی لعنت بھی آئی ہے۔

۶۔ حضور علیہ السلام کو کرتا پسند تھا جو پنڈلیوں تک ہوتا تھا۔

۷۔ کرتے کی آستین نہ زیادہ تنگ ہوتی نہ بہت وسیع ہوتی' بلکہ درمیانی ہوتی تھی' اور آستین گٹوں یعنی کلائی کے جوڑ تک ہوتی تھی۔

(۸) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گریبان سینے پر ہوتا تھا' کبھی کبھی گریبان کھلا رکھتے۔

۹۔ ابوداؤد میں ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جب آپؐ کوئی نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام لے کر یہ دعاء پڑھتے' **اللھم لک الحمد انت کسوتنیہ اسئلک خیرہ وخیر ما صنع لہ واعوذ بک من شرہ وشر ما صنع لہ** یعنی' اے اللہ میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تو نے مجھے یہ لباس پہنایا میں تجھ سے اس کی خیر کا خواہاں ہوں' اور میں اپنے آپ کو تیری پناہ میں دیتا ہوں اس لباس کی برائی سے اور اس کے مقصد کے اس خیر کے پہلو سے جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے۔

۱۰۔ اگر گنجائش ہو تو پرانے کپڑے کو خیرات کردیں۔

۱۱۔ کپڑے پہنے تو یہ دعاء پڑھے' **الحمدللہ الذی کسانی ما اواری بہ عورتی واتجمل بہ فی حیاتی** یعنی ساری تعریف اور حمد اس خدا کے لئے ہے جس نے مجھے یہ کپڑے پہنائے' جس سے میں اپنی ستر پوشی کرتا ہوں اور جو میرے لئے اس زندگی میں حسن و جمال کا سبب ہے۔

ترمذی میں ہے کہ جو اس دعاء کو پڑھے گا' تو اللہ تعالی

اس کو زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی اپنی حفاظت میں رکھیں گے۔

۱۲۔ کرتا یا قمیص پہنتے وقت پہلے سیدھی آستین پہنے' اسی طرح پاجامہ اور شلوار پہنتے وقت پہلے سیدھا پاؤں ڈالے پھر الٹا پاؤں ڈالے۔

۱۳۔ قمیض یا شلوار اتارتے وقت برعکس کیا جائے۔

۱۴۔ حضور علیہ السلام تہبند باندھتے تھے۔

۱۵۔ آپؐ نے پاجامہ پہنا تو نہیں مگر پسند فرمایا ہے اور صحابہؓ کو پہنے دیکھا مگر منع نہیں فرمایا۔

۱۶۔ پاجامہ ہو یا لنگی' ٹخنوں سے اونچی ہونی چاہئے' حدیث میں آتا ہے کہ ٹخنوں کا جو حصہ چھپا ہوا ہوگا وہ جہنم میں جائے گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ قیامت کے دن ایسے شخص کو رحمت کی نظر سے نہیں دیکھے گا۔

۱۷۔ آپؐ کی عادت مبارک تھی کہ لنگی نصف پنڈلی سے اونچی رکھتے تھے۔

۱۸۔ لنگی باندھنے میں سنت یہ ہے کہ اگلا حصہ پچھلے کے نسبت نیچے ہو۔

۱۹۔ اگر نیا لباس پہننے کا ارادہ ہو تو بہتر ہے کہ جمعہ کے دن سے ابتداء کی جائے۔

۲۰۔ لباس پہننے سے پہلے جھاڑ لیا جائے کہیں اس میں موذی جانور نہ ہو' ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم موزہ پہننا چاہتے تھے کہ کوے نے آکر موزہ اٹھایا اور اوپر سے الٹا دیا جس میں سے سانپ گرا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آئندہ جھاڑ کر پہنا کرو۔

۲۱۔ لباس سفید پہننا چاہئے' ترمذی میں اس کے بارے میں آیا ہے کہ سفید کپڑا پہنا کرو اور اپنے مردوں کو سفید کپڑے میں دفن کیا کرو۔

۲۲۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ آپ سفید لباس زیب تن فرماتے اور رنگین لباس میں سبز لباس پسند فرماتے

سود کے بارے چند احادیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے کھلانے والے سودی دستاویز لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت کی ہے اور فرمایا سب برابر ہیں۔ (مسلم)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب معراج میں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے پیٹ مکانوں کی طرح تھے اور ان میں سانپ تھے جو باہر سے دکھائی دیتے تھے میں نے کہا جبریلؑ یہ کون ہیں؟ اس نے عرض کی یا حضرت یہ سود خور ہیں۔ (ابن ماجہ۔ احمد)

امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سب سے آخر میں سود کی آیت نازل ہوئی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی اس کی تفسیر نہیں فرمائی تھی کہ آپ کا وصال ہوگیا۔ فرماتے ہیں کہ اس لیے سود اور جس میں سود کا شبہ ہو جائے چھوڑ دو۔ (ابن ماجہ)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کسی کو قرض دے اور پھر مقروض قرض خواہ کو کوئی ہدیہ دینا چاہیے یا سواری کا جانور پیش کرے نہ تو وہ ہدیہ قبول کرے اور نہ ہی اس کی دی ہوئی سواری پر سوار ہو ہاں اگر دونوں کے درمیان پہلے سے ایسے تعلقات ہوں تو پھر ہدیہ قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں (ابن ماجہ) از گل حسن گجر

آخر کب تک ؟؟

یہ کشمیر ہے ۸۸ء کے اوائل سے یہ مقتل بنا ہوا ہے۔ بھارتی فوجوں کا ابتدا میں پسندیدہ مشغلہ یہاں کے عوام پر لاٹھی چارج تھا مگر پھر دن گزرنے کے ساتھ ساتھ بھارتی فوج لاٹھی سے بندوق' بندوق سے مشین گنوں اور اب گن شپ ہیلی کاپٹروں تک جا پہنچی ہے۔ اس کے علاوہ ان سپاہیوں نے مسلمان خواتین کی عصمت دری کے ایسے گھناؤنے اقدام کئے ہیں کہ انسانیت کی روح کانپ جائے" جموں کشمیر تحریک حقوق انسانی" کی رپورٹ کے مطابق جون ۹۳ء تک گائے کے پجاریوں کے جو کارنامے ریکارڈ پر آئے ہیں اس کی تفصیل کچھ یوں ہے:۔

فوجی کارروائی سے قتل	۲۸۴۶۴
گرفتار ہوئے	۲۸۶۴۲
عصمت دری	۸۹۴
گھر جو جلائے گئے	۱۸۲۰۱
تشدد سے شہید ہونے والے	۱۹۹۰
غائب شدہ گان	۸۱۸۷

یہ تو ہے انسانی حقوق کی تنظیم کی رپورٹ اور اس کے اندراجات بھی صرف وہی ہیں جو خود ان کے مشاہدے میں آئے اور جن کے ان کے پاس ثبوت بھی ہیں ورنہ اصل اعداد و شمار خاصے مختلف ہیں۔ کشمیری مسلمانوں کا جرم یہ ہے کہ یہ پلید ہندؤں سے آزادی کے خواہاں ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆

یہ برما ہے یہاں کی بدھسٹ حکومت نے روھنگیائی مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کردیا ہے حتیٰ کہ بری افواج کے مظالم سے تنگ آکر مسلمانوں نے بنگلہ دیش ہجرت کی ہے۔ دوران ہجرت ان کی کشتیوں اور لانچوں پر بری افواج نے راکٹ بھی داغے جس کے نتیجے میں ہزروں مسلمان شہید ہوئے۔

☆ ☆ ☆ ☆

یہ فلسطین ہے' یہاں ایک طویل عرصے سے ناجائز طور پر معرض وجود میں آنے والی یہودی ریاست اسرائیل کے مظالم ہورہے ہیں بے کس ونہتے فلسطینی مسلمانوں پر اسرائیلی بمبار طیاروں کی بمباری ایک معمول ہے بات بات پر اسرائیلی فوجیوں کی فائرنگ سے مسلمانوں کے شہید ہونے کے واقعات تو اب ایک عام سی بات ہوچلی ہے تازہ ترین کاروائی جو اپنی نوعیت کے حوالے سے انوکھی ہے وہ یہ ہے کہ ساڑھے چار سو فلسطینیوں کو ملک بدر کردیا گیا ہے اور عام خیموں میں شدید ترین سردی میں عالمی ضمیر کے لئے لمحہ فکریہ ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆

اور یہ صومالیہ ہے یہاں گزشتہ کئی سالوں سے قحط ہے' ساڑھے تین لاکھ صومالی مسلمان اس قحط کے نتیجے میں انتقال کرچکے ہیں جبکہ باقی چلتی پھرتی زندہ لاشیں ہیں صرف ہڈیوں کے پنجر ہیں جن پر کھال چڑھی ہوئی ہے اور اندر سانس چل رہا ہے۔ یہاں پر ایک اسلامی گروپ بھی معرض وجود میں آچکا جس کا صومالیہ کے اکثر علاقے پر کنٹرول ہے اور وہاں پر انہوں نے حتی الوسع اسلامی نظام کی کئی دفعات نافذ کر رکھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ غلے کی حفاظت کے نام پر ان مسلمانوں کو مزہ چکھانے کے لئے تیس ہزار امریکی فوجیں صومالیہ میں اتر چکی ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆

یہ فلپائن ہے' یہاں بھی مسلمان مظلوم ہیں ہمیشہ اور ہر حکومت کے مظالم کا یہاں کے مسلمان شکار رہے ہیں۔ اب یہاں کے مسلمانوں نے حکومت کے خلاف مسلح جدوجہد بھی شروع کردی ہے فلپائن کی آرمی' فضائیہ اور نیوی یہاں کے مسلمانوں کے خلاف متحرک ہیں اور مسلمانوں کے قتل عام میں مشغول ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆

اور ایک مرتبہ پھر یہ انڈیا ہے' یہاں پر اجودھیا میں

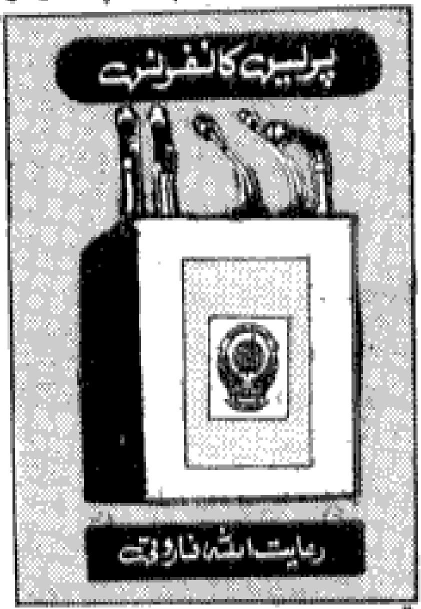

واقع تاریخی بابری مسجد ہندؤں نے شہید کردی ہے اور ایسا اچانک نہیں بلکہ باقاعدہ طور پر پیشگی اعلان کرکے (کہ ۶ دسمبر کو مسجد شہید کردی جائے گی) کیا گیا ہے اور پھر اس کے بعد تین ہزار مسلمانوں کو قتل کرکے ان کے خون سے اپنی سڑکوں کو رنگین کرکے دنیاء کی سب سی بزدل ترین قوم نے جشن فتح منایا ہے اور اب دہلی کی جامع مسجد کے بارے میں بھی اپنے اسی قسم کے عزائم کا اظہار کرچکے ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆

اور قارئین! یہ سابقہ یوگو سلاویہ سے ازادی حاصل کرکے یورپ کے عین وسط میں اسلامی ریاست قائم کرنے کا جرم کرنے والے بوسنیائی ہیں جس پر سرب یعنی عیسائی فوجوں کی دن رات بمباری جاری ہے۔ ساڑھے تین ہزار توپیں' آٹھ سو لڑاکا طیارے اور ٹینک دن رات بوسنیا کے شہروں کو کھنڈرات اور پارکوں کو قبرستان بنانے میں مصروف ہیں جبکہ امریکہ کی لونڈی اقوام متحدہ نے بوسنیا پر اسلحے کے حصول کے سلسلے میں پابندی لگا رکھی ہے ڈیڑھ لاکھ افراد اب تک شہید اور بے شمار زخمی ہوچکے ہیں۔ جبکہ ہزاروں مسلمان خواتین کی عزتیں تار تار ہوچکی ہیں۔

امریکی جریدے نیوز ویک کے مطابق پچاس ہزار سے زائد مسلمان خواتین کی اجتماعی آبرو ریزی ہوچکی ہے' سرب افواج نے چھ اور سات سال کی بچیوں کو بھی نہیں بخشا۔ مسلمانوں کو قتل کرکے ان کا بھیجا نکال کر اپنے کتوں کو کھلانا اور خونخوار کتوں کو بھوکا رکھ کر ننگے قیدی مسلمانوں پر چھوڑ دینا بچوں کو مرغیوں اور بکریوں کی طرح ذبح کردینا' سرب افواج کے پسندیدہ مشاغل ہیں۔ جبکہ ہزاروں بوسنیائی مسلمان بچوں کو عیسائی جرمنی اور فرانس وغیرہ لے جاچکے ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆

یہ عراق ہے جہاں خلیج کی جنگ میں لاکھوں ٹن بارود برسایا گیا اور اب وہاں ایک نوفلائی زون قائم ہے جس میں تازہ تازہ ایک عراقی طیارہ امریکی مار گرا چکے ہیں' یہاں پر جنگ کے بعد کئی ہزار بچے بھوک سے تڑپ تڑپ کر مرچکے ہیں۔

عراق پر تجارتی اور مواصلاتی پابندی بھی عائد ہے وہاں کیسی حکومت ہے اس سے بحث نہیں البتہ ان مظالم کا شکار مسلمان عوام ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆

اور یہ لیبیا ہے چونکہ یہاں کی حکومت ہمیشہ امریکہ کو آنکھیں دکھاتی رہی ہے' کیمیاوی اسلحے کا ایک کارخانہ بھی یہاں تعمیر ہوا تھا اور ظاہر ہے کہ یہ اہل کفر کے خلاف ہی تھا اس لئے اس پر امریکہ کا مسافر بردار طیارہ مار گرانے کا جھوٹا الزام لگاکر امریکہ نے اپنی لونڈی (اقوام متحدہ) کے ذریعے اس پر بھی تجارتی و مواصلاتی پابندی لگوا رکھی ہے اور مستقبل قریب میں شرافت سے ان پابندیوں کے اٹھنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆

اور لیجئے قارئین یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے جس پر اپنا ایٹمی پروگرام ترک کرنے کے لئے سخت دباؤ ہے حتیٰ کہ امریکہ نے یہ دباؤ منوانے کے لئے پاکستان کو دہشت گرد ملک قرار دینے کی دھمکی دی ہے۔ بعض حلقوں کا کہنا ہے کہ امریکہ نے پاکستان سے ایٹمی راز حاصل کرنے کے بعد اسے عراق سے بھی بدترین سزا دینے کی منصوبہ بندی کر رکھی ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆

باقی صفحہ ۲۴ پر

اجودھیا میں رام مندر کی تعمیر اور رام جی کی حقیقت

تحریر: میاں محمد اکرم اٹک شہر

ہندوؤں نے بابری مسجد کو شہید کرکے عالم اسلام کے دل و دماغ پر جو ہتھوڑے برسائے ہیں۔ اس کی شدت کا کوئی اندازہ نہیں کرسکتا۔ اس واقعہ کے بعد عام محفلوں میں عوام ایک سوال بار بار دہرا رہے ہیں کہ رام کون تھا؟ کیا یہ ہندوؤں کا خدا تھا۔ رام کی حقیقت کیا ہے؟ آج میں ان چند سطور میں عوام کے آگے ہندوؤں کے رام کی حقیقت بیان کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ یہ بات عوام کے ذہن نشین ہوجائے کہ رام کون تھا؟

ایک بار مہاتما گاندھی سے کسی نے سوال کیا:

"وہ رام جسے آپ (مہاتما گاندھی) غیرفانی سمجھتے ہیں کس طرح دشرتھ کا بیٹا اور سیتا کا خاوند ہو سکتا ہے"؟

جواب:۔ "سنت تلسی نے بھی یہ سوال اٹھایا ہے۔ میں بھی ابتداء میں اس رام کی پرستش کرتا تھا جو سیتا کا خاوند ہے لیکن جوں جوں خدا کے متعلق میرا علم اور تجربہ بڑھتا گیا' وہ رام غیرفانی اور حاضر و ناظر ہوتا گیا۔ اس کا مطلب نہیں کہ اب وہ رام سیتا کا خاوند نہیں رہا۔ لیکن رام کے تصور کی وسعت سے سیتا کے خاوند کا مفہوم بس وسیع ہوتا چلا گیا۔ اس شخص کے لئے رام بھی حاضر و ناظر نہیں ہو سکتا۔ جو اسے صرف دشرتھ کا بیٹا سمجھتا ہے لیکن جو شخص رام کو خدا سمجھتا ہے اس کے لئے حاضر و ناظر خدا کا باپ بھی حاضر و ناظر ہوجاتا ہے۔ باپ اور بیٹا ایک ہوجاتے ہیں۔ جب ہمیں صحیح علم ہوجاتا ہے تو انسان کی حقیر سی خودی فنا ہوجاتی ہے اور سب کچھ خدا ہوجاتا ہے۔ اس وقت رام دشرتھ کا بیٹا' سیتا کا خاوند' بھرت اور لکھشمن کا بھائی ہوتا ہے اور نہیں بھی ہوتا۔ اور اس کی باوجود غیر مخلوق اور ازلی خدا بھی ہوتا ہے"۔

(یہ جواب کسی تبصرے کا محتاج نہیں..... میاں اکرم)

اجودھیا میں بابری مسجد کی بجائے ہندو جب رام کا مندر تعمیر کر رہے ہیں۔ اب اس رام کی پیدائش کے بارے میں ہندوؤں کی مقدس کتاب رامائن میں رام کی پیدائش کے بارے میں یوں تحریر ہے.....

"مہاراجہ دشرتھ (رام کا والد) کی تین رانیاں کوشلیا' کیکتی اور سومترا تھیں۔ لیکن کسی سے کوئی بیٹا پیدا نہیں ہوا۔ لہٰذا بیٹے کی تمنا میں راجہ نے اشومیدھ جگ کیا جس کا قاعدہ یہ تھا کہ جگ کرنے والے کی رانی قربانی ہونے والے گھوڑے کو بلدان کرتی تھی۔ اور اس گھوڑے کے ساتھ ایک رات رہتی تھی۔ چنانچہ کوشلیا نے گھوڑے کے ساتھ مراسم ادا کئے۔ پھر گھوڑے کو جگ میں چڑھایا گیا۔ یعنی اس کی سوختنی قربانی عمل میں آئی۔ پھر کیا دیکھتے ہیں کہ جگ ویدی یعنی مذبح کی آگ میں سے ایک قوی ہیکل شخص سونے کی تھالی میں کھیر لے کر نکل آیا اور راجہ دشرتھ سے بولا کہ یہ کھیر اپنی رانیوں کو کھلادے۔ وہ تیرے لئے بیٹے جنیں گی۔ پس راجہ نے آدھی کھیر کوشلیا کو' آدھی باقی رانیوں کو کھلادی اور رانیاں حاملہ ہوگئیں۔ اور وشنوجی مہاراج چار حصے ہوکر ان رانیوں سے اس طرح پیدا ہوئے کہ کوشلیا سے رام کیکتی سے بھرت اور سومترا سے لچھمن اور ستروھن۔ یہ چاروں بڑے ہوئے تو رام اور لچھمن میں بہت رفاقت پیدا ہوئی۔ اس طرح بھرت اور شتروھن آپس میں ایک دوسرے کے زیادہ رفیق تھے۔

(مقدمہ تاریخ ہند قدیم صفحہ ۴۸)

یہ قصہ کی ابتداء تھی۔ اور اس کی انتہاء یہ ہے کہ جب لنکا فتح کرنے کے بعد رام چندر اجودھیا میں واپس آئے اور سیتا کے ساتھ اپنے دارالسلطنت میں رہنے لگے تو.....

"ایک روز سیتا نے چوجن دیکھنے کی خواہش کی۔ جہاں بالمیک رشی کا قیام تھا۔ رام نے لچھمن کو بلاکر حکم دیا کہ کل سیتا کو رتھ میں سوار کرکے چوجن کی سیر کرالاؤ۔ یہ ایک رات وہاں قیام کرے گی پھر واپس آجائے گی۔ اتفاقاً" رات کو واکھ نامی جاسوس نے حسب معمول تنہائی میں رام چندر کو اپنی رپورٹ سنائی اور رعایا کے حالات سے باخبر کیا۔ اس سلسلے میں اس نے کہا کہ آج سب نے ایک چمار اور چمارن کو جھگڑتے سنا۔ چمار نہایت حسرت سے کہہ رہا تھا۔ کہ اب عورت کو بس میں رکھنا ہمارے لئے دشوار ہوگیا ہے اس لئے کہ ہمارے راجہ نے اب بڑا نمونہ دکھایا ہے کہ اپنی رانی جو راون کے ساتھ فرار ہوگئی تھی پھر اپنی رانی بناکر گھر میں رکھ لیا ہے۔ جب راجہ ہی عورت کے معاملہ میں اس قدر کمزور ہو تو پھر رعایا کیوں نہ متاثر ہوگی۔ یہ حال سناکر وہ زار و قطار رونے لگا۔ رام جی بہت متاثر ہوئے۔ رام نے اپنے تینوں بھائیوں کو بلاکر یہ حال سنایا اور کہا کہ سیتا کو چوجن میں جاکر میری طرف سے طلاق دے دو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد رام نے اشومیدھ جگ (گھوڑے کی قربانی) کا سامان کیا۔ اس میں چوجن سے رشی بالمیک مع سیتا اور سیتا کے دو بیٹوں کے آگئے۔ اور اس میں شرکت کی۔ جب رام کو سیتا کی آمد کا پتہ چلا تو انہوں نے سیتا سے پاکدامنی کا ثبوت مانگا۔ زمین پھٹی اس سے ایک تخت نکلا۔ سیتا اس پر بیٹھ گئی اور تخت زمین کے اندر سماگیا۔ اس طرح سیتا کا خاتمہ ہوا"

(مقدمہ تاریخ ہند صفحہ ۴۸۔ ۵۰)

تو یہ رام چندر تھے جنہیں ہندو خدا کا اوتار سمجھ کر اس کی پوجا کرتے ہیں۔ لیکن اب خود ہندوؤں کے دلوں میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک انسان کیسے خدا ہو سکتا ہے؟

ہندوؤں کا یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ رام چندر بابری مسجد والی جگہ پر پیدا ہوا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بابری مسجد تقریباً ساڑھے چار سو سال پرانی ہے۔ ظہیر الدین بابر نے اسے تعمیر کروایا۔ جب بابر نے تعمیر کروایا تھا تو اس وقت ہندو کیوں خاموش رہے۔ پھر اکبر کے زمانہ میں تو حکومت میں بھی ہندوؤں کا خاصا ہاتھ تھا۔ اس وقت ہندوؤں نے اسے گرانے کا کیوں مطالبہ نہ کیا۔ اور اورنگزیب عالمگیر کے زمانے میں تو واقعہ یہ ہوا تھا کہ خود ہندوؤں ہی نے اس مسجد کو وسعت دی تھی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اورنگزیب کے زمانہ میں اجودھیا کا ایک گورنر تھا جو بہت بدکردار انسان تھا وہ ہندو عورتوں کو بالکل نہیں چھوڑتا تھا۔ مختلف عورتیں اور رانیاں اپنے لئے بک کرلیا کرتا تھا۔ جب اس نے ایک پنڈت کی لڑکی کو پیغام بھیجا تو پنڈت کی بیٹی سیدھی اورنگزیب عالمگیر کے پاس پہنچی۔ اور حالات سنائے۔ اورنگزیب نے کہا "بیٹی آپ میری سلطنت میں ہیں آپ کی حفاظت میرا فرض ہے آپ واپس چلی جائیں چنانچہ وہ لڑکی واپس آگئی۔ مقررہ تاریخ کو اورنگزیب عالمگیر بھیس بدل کر خود آگئے۔ اور گورنر کو مع اس کے ساتھیوں کے قید کرکے ہندو عورتوں کو اس کے مظالم سے نجات دلائی۔ اس کے نتیجے میں اورنگزیب کو خوش کرنے کے لئے ہندوؤں نے بابری مسجد کو وسعت دی۔ اگر یہ رام چندر کی جائے پیدائش ہوتی۔ تو وہ ہندو مسجد کو گراتے نہ کہ وسعت دیتے۔ یہ اب ۴۵۰ سال بعد ہندوؤں کو خواب کہاں سے آگیا کہ رام چندر یہاں ہی پیدا ہوتے تھے!!!؟؟؟

حضرت مولانا عبداللطیف مسعود ڈسکہ

مسئلہ ختم نبوت اور مرزا قادیانی کا دعوائے نبوت

خداوند قدوس نے جو سلسلہ نبوت و رسالت آدمؑ سے شروع کیا وہ سید الانبیاءؐ پر ختم فرمادیا

قال ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبین و کان اللہ بکل شئی علیما ○ الاحزاب آیت ۴۰

ترجمہ از مرزا صاحب:۔ یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔ (ازالہ اوھام ص ۶۱۴ از مرزا قادیانی)

خداوند قدوس نے جو سلسلہ نبوت و رسالت آدم علیہ السلام سے شروع فرمایا تھا وہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم فرمادیا۔ اس حقیقت پر قرآن مجید کی ایک سو آیات اور دو سو سے زائد ارشادات خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔ اس بناء پر امت مسلمہ کے فرد اول سے لے کر آخری فرد تک ہر ایک امتی بلا تردد وشک پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ اس عقیدے کو اپنے قلب وذہن پر نقش کئے ہوئے ہے۔

نیز عملی طور پر بھی اس نظریے کی اہمیت اور ضرورت امت مسلمہ واضح کرتی رہی۔ چنانچہ دور صدیقیؓ میں مدعیان رسالت ونبوت طلیحہ اور مسیلمہ کذاب کے ساتھ جو سلوک خلیفہ اولؓ نے فرمایا وہ اس مسئلہ کی اہمیت کو اعلیٰ سطح پر واضح کرتا ہے۔ اس کے بعد بھی جب کوئی سرپھرا اس حماقت کا اظہار کرتا اسی وقت مسلمان حکمران (چاہے وہ کیسا ہی ہوتا) اولین فرصت میں اس کو اس دار فنا سے رخصت کردیتا۔ اس مسئلہ پر جامع ترین کتاب (ختم نبوت کامل) مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع رحمہ اللہ کی ہے جس میں اس مسئلہ کے جملہ پہلوؤں پر قرآن وحدیث کی روشنی میں بحث کی گئی ہے۔ اور تمام شبہات کا مسکت جواب دیا گیا ہے۔

(۲) مسئلہ ختم نبوت مع جمیع متعلقات کے سمجھنے کے لئے حضرت امام المحدثین سید انور شاہ صاحب کشمیری کی نادر کتاب خاتم النبیین ہے۔ جس میں قیامت تک اس مسئلہ پر امکانی اعتراضات وشبہات کا حل عملی سطح پر موجود ہے۔

ص ا۔ اس مفید ترین کتاب کی تسہیل (فارسی سے اردو) بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شائع کردی ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ اس کو وفاق المدارس کے نصاب میں شامل ہونا چاہئے۔ واللہ الموفق۔

ارشادات خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے دوسرے انبیاء پر چھ چیزوں میں برتری اور فوقیت دی گئی ہے جن میں سے چھٹی بات یہ ہے کہ مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کردیا گیا۔ (مشکوٰۃ ۵۱۲ بحوالہ مسلم)

۲۔ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے کئی نام ہیں۔ (۱) میں محمدؐ ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) (۲) میں احمدؐ ہوں (۳) میں ماحیؐ ہوں کہ جس کے ذریعہ اللہ کفر مٹادے گا (۴) میں حاشرؐ ہوں کہ جس کے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا (۵) میں عاقب ہوں کہ جس کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ مشکوٰۃ ۵۱۵ (متفق علیہ)

۳۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رسالت اور نبوت یقیناً اختتام پذیر ہوچکی ہے میرے بعد نہ کوئی رسولؐ بن کر آئے گا اور نہ کوئی نبیؐ (ترمذی)

۴۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے لوگو! بیشک تمہارا پروردگار ایک ہے۔ تمہارا باپ ایک ہے۔ تمہارا دین ایک۔ اور تمہارا نبی بھی ایک ہے لہٰذا میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ کنز العمال۔

۵۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تمہارے حصے اور قسمت کا نبی ہوں اور تم میرے حصے کی امت ہو..... یعنی میرے بعد نہ کوئی رسول مبعوث ہوگا اور نہ تمہارے بعد کوئی نئی امت بنے گی۔

۶۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں ان لوگوں کا بھی رسول ہوں جو میری زندگی میں ہوں گے اور ان کا بھی جو میرے بعد پیدا ہوں گے۔ کنز العمال بحوالہ ہدیۃ المہدیین ص ۸۶۔

۷۔ اسی طرح آپ نے اپنی ذات مقدسہ کو قصر نبوت کی آخری اینٹ قرار دیا کہ انا تلک اللبنۃ۔

۸۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور نہ تمہارے بعد کوئی اور امت بنے گی۔ پس تم صرف اپنے رب کی عبادت کرو ہدیۃ المہدیین ص ۸۶ من الکنز۔

۹۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور نہ میری امت کے بعد کوئی دوسری امت بنے گی۔ رواہ البیہقی والطبرانی بحوالہ ہدیۃ المہدیین ص ۸۲۔

۱۰۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عنقریب میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہ کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبینؐ ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ (مسلم)

۱۱۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ انبیاء کرامؑ میں سے سب سے اول آدم ہیں اور آخر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم (ترمذی)

مسئلہ ختم نبوت اور مرزا قادیانی

۱۔ آیت ما کان محمد ابا احد کا ترجمہ ہر مسلمان کے ذہن وقلب پر نقش ہے کہ آپ ہی سلسلہ نبوت کے آخری اور کامل ترین فرد ہیں اور یہی ترجمہ مرزا صاحب سے بھی اوپر نقل کیا گیا ہے۔

مزید سنئے:

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرمایا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لانبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبین سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوچکی ہے۔ کتاب البریہ حاشیہ ص ۱۸۴ از مرزا غلام احمد قادیانی۔

۳۔ کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم وصاحب فضل نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بغیر کسی استثنا کے خاتم النبین نام رکھا اور ہمارے نبیؐ نے اہل طلب کے لئے اس کی تفسیر اپنے قول "لانبی بعدی" میں واضح طور پر فرمادی ..... اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کیونکر کوئی آسکتا ہے دراں حالیکہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی اور اللہ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ فرمادیا۔ حمامۃ البشریٰ ص ۳۴ از مرزا صاحب۔

۴۔ کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت ونبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیۃ ولکن

رسول اللہ و خاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین کرتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں۔ (انجام آتھم ص ۲۷ از مرزا صاحب)

۵۔ مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی جماعت سے جا ملوں (حمامۃ البشریٰ ص ۹۶)

اس کے بعد کیا ہوا؟

۶۔ اے لوگو! دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے ص ۱ (آسمانی فیصلہ ص ۲۵) ص (۱) جناب نے پھر اپنی کتاب براہین کے ایک ایک جملہ کو میری وحی میری وحی کہہ کر کیوں بے حیائی کا لبادہ اوڑھ لیا؟

۷۔ ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ تبلیغ رسالت جلد ششم

ختم نبوت کا مفہوم:

ختم نبوت کا معنی یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام نبوت پر فائز ہونے کے بعد کسی اور فرد کو اس عہدہ پر فائز نہ کیا جائے گا۔ پہلا کوئی نبی موجود ہو تو وہ اس حقیقت کے خلاف نہیں۔ مرزا صاحب بھی اعتراف کرتے ہیں کہ:

ما کان اللہ ان یرسل نبیا بعد نبینا خاتم النبیین وما کان ان یحدث سلسلۃ النبوۃ ثانیا بعد انقطاعہا (آئینہ کمالات ص ۳۷۷)

ترجمہ: خدا کے شایان شان نہیں کہ وہ ہمارے نبی خاتم الانبیاء کے بعد کسی اور نبی کو بھیج دے اور یہ کہ سلسلہ نبوت منقطع ہو جانے کے بعد دوبارہ نبی بنانے شروع کر دے۔ یہی عبارت ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۶۴ پر بھی ہے۔

ایک برہان قاطع

مرزا صاحب اپنی پیدائش کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا"۔

(روحانی خزائن ص ۴۷۹ ج ۱۵)

ناظرین کرام! مندرجہ بالا اقتباسات سے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ جناب مرزا صاحب عقیدہ ختم نبوت کے متعلق وہی مفہوم پیش کر رہے ہیں جو جملہ اہل اسلام کا ہے کہ خاتم النبیین کا مفہوم یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر انبیاء کی بعثت اور تقرری موقوف ہو گئی ہے۔ اب کسی بھی فرد کو مقام نبوت پر فائز نہ کیا جائے گا۔ پہلے جو ہو چکے سو ہو چکے۔ پھر آخری اقتباس تو اسی مسئلہ کی وضاحت کے لئے نہایت ہی اہم ہے کہ مرزا صاحب اپنے والدین کے ہاں سب بچوں کے آخر میں پیدا ہوئے آپ کے بعد کوئی اور بچہ یا بچی پیدا نہیں ہوئی۔ لہٰذا یہ اپنے والدین کے خاتم الاولاد ہوئے۔ یعنی سب سے آخر میں پیدا ہونے والا۔ اسی طرح خاتم النبیین کا معنی ہے کہ سب سے آخر میں مقام نبوت پر فائز ہونے والا تو جیسے مرزا کے خاتم الاولاد بننے کے وقت ان کے پہلے بہن و بھائیوں کی موت ضروری نہیں بلکہ ان کے زندہ ہوتے ہوئے یہ بھی خاتم الاولاد ہے اسی طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیینؐ ہوتے ہوئے سابقہ کسی نبی کا زندہ ہونا بھی ختم نبوت کے خلاف نہیں سابقہ نبی چاہے ایک زندہ ہو یا زیادہ وہ ختم نبوت کے منافی نہیں۔ کیونکہ ان کی بعثت اور تقرری آپ سے پہلے ہو چکی ہے۔

مرزا صاحب کا ختم نبوت سے انحراف اور دعوی نبوت

سابقہ تصریحات کی روشنی میں ہر شخص (مسلمان اور قادیانی وغیرہ) علی وجہ الیقین یہی سمجھتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے بعد کوئی بھی فرد کسی بھی سطح پر دعوی نبوت نہیں کر سکتا۔ چنانچہ مرزائی بھی مرزا صاحب کے متعلق نبوت کا تصور تک نہ کرتے تھے مگر چونکہ آنجناب شروع ہی سے ایک منصوبہ اور پلان کے تحت نمبروار اپنی منزل تک رواں دواں تھے جیسے کہ خود لکھا ہے کہ:

میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت اور وحی الٰہی اور مسیح موعود ہونے کا دعوی تھا اس لئے پہلے ملہم اور مجدد ہونے کا دعوی کیا' پھر مہدی' پھر مثیل مسیح ہونے کا دعوی (براہین ص ۳۸ ج ۵)

اور مسیح موعود کے دعوی سے شدت کے ساتھ انکار۔ پھر بعینہ مسیح موعود کا دعوی۔ اس کے بعد پہلے ظلی نبوت کا خود ساختہ دعوی۔ جو محدثیت کا دوسرا نام ہے۔ پھر اصل نبوت کا دعوی۔

چنانچہ سابقہ تاثرات کے مطابق جب مرزائی بھی مرزا صاحب کے متعلق دعوی نبوت سے انکار کرنے لگے تو جناب والا نے ۱۹۰۱ء میں ایک رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" لکھا۔ جس میں ان لوگوں کی تردید کی جو مرزا صاحب کے متعلق منصب نبوت کے قائل نہ تھے۔ اور صاف وضاحت کی کہ تم میرے متعلق نبوت و رسالت کا کیوں انکار کرتے ہو دیکھو میری براہین احمدیہ جس میں میری پاک وحی درج ہے۔ **ھوالذی ارسل رسولہ** اور **محمد رسول اللہ والذین معہ** دیکھئے مجھے ان آیات میں نہایت وضاحت سے نبی' رسول اور مرسل کہا گیا ہے۔ اور میرا نام محمد رکھا گیا۔ پھر آگے لکھا کہ اگر تم کہو کہ یہ تو آیت خاتم النبیینؐ کے خلاف ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس طرح تو کوئی بھی نیا یا پرانا نبی نہیں آسکتا۔ حالانکہ تم لوگ حضرت عیسیٰ کی آمد کے قائل ہو۔ تو پھر خاتم النبیین کیسے؟ تو جیسے تم سابقہ عیسیٰؑ کے آنے کے قائل ہو اسی طرح بعد میں بھی کوئی آسکتا ہے مگر آپ کی اتباع میں ظلی طور پر مستقل نہیں۔ دیکھئے مرزا صاحب کا رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" مگر یہ سب وہی دجل و فریب ہے۔ جو شروع سے جاری ہے۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ ہر بات میں براہین احمدیہ کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ حالانکہ اسی کے آخری صفحہ پر اس کو قبل از الہام قرار دے چکے ہیں۔ مگر پھر بھی قدم قدم اور بات بات پر اسی کا حوالہ گویا وہ وحی خدا ہے۔ پھر دجل و فریب دیکھئے کہ اس رسالہ میں غیر مستقل اور ظلی نبوت کا دعوی کیا جاتا ہے مگر یہ آیات کریمہ صرف اور صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہیں ان کو اپنے متعلق کہتا ہے۔ بھلا کوئی اس سے پوچھے کہ ان آیات میں ظلی رسول کا تذکرہ ہے یا مستقل اور اصلی رسول کا؟

ناظرین کرام یہ سب اس کا دجل و فریب ہے نبوت صرف عطیہ خداوندی اور مستقل ہی ہوتی ہے اسلامی لٹریچر میں کسی ظلی اور بروزی نبوت نیز کسی نبوت کا تصور نہیں ہے۔ یہ سب اس دجال کے چکر ہیں۔ اس طرح یہ کذاب تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مثیل موسیٰ کہتا ہے جیسے اس نے شدت مخالفت سے ڈرتے ہوئے دعوی مسیحیت دو قسطوں اور مرحلوں میں کیا (مثیل مسیح اور مسیح موعود) اسی طرح عوام کی لعنت و پھٹکار سے کسی حد تک بچنے کے لئے دعوی نبوت آخر میں اور دو قسطوں (پہلے بروزی اور ظلی پھر مطلق نبوت) میں کیا۔ چنانچہ مذکورہ رسالہ میں خصوصاً اور دیگر اپنی کتب میں عموماً ظل و بروز کی عجیب و غریب چکر بازیاں دکھاتا ہے۔ لیکن جب قادیانی عوام اس دعوی سے کچھ مانوس ہو گئے تو نہایت شاطرانہ چال سے آہستہ آہستہ اصلی نبوت کا دعوی بھی کر دیا اور ہر معیار اصلی نبوت کے پیش کرنے لگا۔ تمام قرآنی آیات جو فخر انبیاء ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تھیں ان سب کو اپنے بارہ میں بتلانے لگا۔ چنانچہ اس کی پیش کردہ آیات قرآنی کئی کتب میں خاص کر حقیقت الوحی نامی کتاب کے ص ۷۰ سے ۱۰۸ تک درج کی گئی ہیں۔ بطور نمونہ سنئے۔

ولقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون۔ یونس۔

وما انت بنعمۃ ربک بمجنون۔ القلم۔

انی لا یخاف لدی المرسلون۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی وداعیا الی اللہ وسراجا منیرا۔ ص ۷۵۔

دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی۔ النجم۔

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا (بنی اسرائیل)

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔

قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں ص ۸۴۔

آسمان سے کئی تخت اترے پر میرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا ص ۸۹۔

باقی صفحہ ۲۹ پر

مدینہ منورہ کے صوفی بزرگ طبیب امیر علی قریشی کا

لندن کی ختم نبوت کانفرنس میں مرزا طاہر کو چیلنج

وہ مجھ سے آنکھ ملائے پھر اپنا حشر دیکھ لے......... طبیب امیر علی قریشی

مرزا طاہر سمیت کسی قادیانی نے اس چیلنج کو قبول نہیں کیا اور نہ ہی قبول کر سکتا ہے۔

مدینہ منورہ کے صوفی بزرگ طبیب امیر علی قریشی صاحب

جناب طبیب امیر علی قریشی صاحب سے راقم آثم کی پرانی شناسائی ہے ان سے ملتان میں قیام کے دوران بھی ملاقات رہتی تھی اور لاہور میں بھی وہ اکثر تشریف لاتے رہتے تھے۔ اب عرصہ دراز بعد ان کی زیارت ہوئی وہ بھی اس طرح کہ وہ پچھلے دنوں میری عدم موجودگی میں یہاں تشریف لائے اور انہوں نے جناب عبد الرحمٰن یعقوب باوا صاحب کو اپنا وہ پمفلٹ دیا جس میں ان کا مرزا طاہر کو چیلنج تھا اور جو انہوں نے لندن کی ختم نبوت کانفرنس میں دیا تھا۔

جناب باوا صاحب نے نامعلوم وہ کس کو اشاعت کے لئے دیا اس لئے شائع نہ ہو سکا۔ محترم قریشی صاحب اب کے مدینہ منورہ سے تشریف لائے تو ان کا سارا گلہ شکوہ مجھ سے تھا کہ تم نے وہ شائع کیوں نہیں کیا جبکہ وہ چیلنج اکثر رسالوں اور اخبارات میں شائع ہو چکا ہے۔ میں نے اپنی عدم موجودگی کا عذر پیش کر کے ان سے معذرت کر لی اور وعدہ کیا کہ آئندہ کسی شمارے میں آپ کا چیلنج شائع کر دیا جائے گا چنانچہ حسب وعدہ وہ چیلنج ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ جناب طبیب امیر علی قریشی صاحب نے لندن کی عالمی ختم نبوت کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے کہا:

اعلان عام
از امیر علی قریشی مدنی

"فقیر نے عالمی تحفظ ختم نبوت کانفرنس لندن کی آخری نشست (جو کہ اگست ۸۸ء میں ہوئی تھی) میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ مرزا طاہر کافر مطلق ہے جو اس کو کافر نہ کہے کتاب و سنت کے مطابق وہ خود بخود کافر ہو جاتا ہے' یہ فقیر کو اپنے پاس بلائے یا فقیر کے پاس آئے۔ فقیر بحکم خدا لا الٰہ سے نکل کر الا اللہ میں آئے گا۔ اس کے ماتھے پر لفظ کافر لکھا ہوا تمام عالم کو دکھائے گا' اگر ایسا نہ ہوا تو پھر فقیر کو گولی مار کر ختم کر دیا جائے اور میری لاش کو انگریزوں کے کتوں کے آگے ڈال دیا جائے۔ بحکم خدا فقیر کی لاش سے یہ آواز آئے گی کہ خدا سچا' نبی آخر الزماں سچا' دین اسلام سچا ہے"۔

مرزائیوں کے پاس اس چیلنج کا جواب نہ تھا۔ اسی لئے

از: محمد حنیف ندیم

انہوں نے اس چیلنج کو قبول نہیں کیا اور بہانہ یہ تراشا کہ یہ طریق مباہلہ قرآن کے خلاف ہے نیز مرزا طاہر کے پریس سیکرٹری نے اپنے بیان میں طبیب امیر علی قریشی صاحب پر مجنون اور دیوانہ ہونے کا الزام بھی لگایا۔ چنانچہ پریس سیکرٹری کا بیان ملاحظہ ہو۔

امیر علی قریشی مباہلہ کا چیلنج قبول کر لیں
جماعت احمدیہ کا مطالبہ

"لندن (پ ۔ ر) جماعت احمدیہ کے پریس سیکرٹری رشید احمد چوہدری نے امیر علی قریشی کے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ امیر علی قریشی کو یہ علم ہی نہیں کہ مباہلہ کسے کہتے ہیں۔ ورنہ وہ ایسی بات ہرگز نہ کرتے۔ بلکہ مذہبی معاملات میں سنجیدگی کا رنگ اختیار کرتے۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ امیر علی قریشی کا بیان چونکہ جاہلانہ اور مجنونانہ ہے اور شریعت اسلامیہ کسی مجنون شخص کو مکلف قرار نہیں دیتی اس لئے ان سے مباہلہ کیسے ہو سکتا ہے۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ اگر وہ واقعی سنجیدہ ہیں تو آنکھ ملانے کی بجائے قرآنی طریق کے مطابق مباہلہ کے چیلنج کو قبول کریں"۔

روزنامہ "ملت" لندن۔ مورخہ ۱۱۔۴۔۸۸ء

اس بیان کا جو جواب طبیب امیر علی قریشی صاحب نے دیا وہ بعد میں نقل کیا جائے گا ہم پریس سیکرٹری صاحب کی علم دانی کے دعوے پر حیران ہیں کہ وہ علم دانی کے دعوے کے باوجود ایک خود ساختہ اور من گھڑت مباہلہ کے چیلنج کو جسے مرزا طاہر نے خط کی صورت میں یک طرفہ طور پر دیا اسے قرآنی مباہلہ قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ قرآنی مباہلہ آمنے سامنے ہوتا ہے جس میں ہر دو فریق اپنے اہل و عیال و سمیت ایک جگہ جمع ہو کر ایک دوسرے کے خلاف بددعا کرتے ہیں اگر انہیں قریشی صاحب کی دعوت مباہلہ جو انہوں نے اپنے انداز میں دی ہے اس پر اعتراض ہے تو مرزا طاہر کی نام نہاد دعوت کونسی قرآن پاک کے مطابق ہے؟

معلوم ہوتا ہے کہ مرزا طاہر اور اس کا پریس سیکرٹری قرآن پاک سے تو ناواقف تھے ہی مرزا قادیانی جس کو وہ اپنا نبی' مہدی' مسیح بلکہ سب کچھ مانتے ہیں اس کی تعلیمات اور اس کی کتابوں سے بھی ناواقف ہیں ایک سال پہلے قادیانیوں کے بھگوڑے پیشوا مرزا طاہر نے ملک کے مختلف حضرات کو ایک خط لکھا تھا جسے اس نے مباہلہ کا نام دیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے (موجودہ مرکزی نائب امیر) مرکزی راہنما حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم کے نام بھی وہ خط آیا حضرت مد ظلہ نے اس کا جواب "مرزا طاہر پر آخری اتمام حجت" کے عنوان سے دیا۔ اس کتابچہ میں مرزا

طاہر کے خود ساختہ مباہلے کے چیلنج کو قرآن پاک اور خود مرزا قادیانی کی تعلیمات کے خلاف ثابت کیا آپ نے مرزا قادیانی کے جو حوالے دیئے ملاحظہ ہوں۔ یاد رہے کہ اس کتابچے اور اس میں شامل مرزا قادیانی کے حوالوں کا آج تک مرزا طاہر سمیت کوئی مرزائی جواب نہیں دے سکا۔ وہ حوالے یہ ہیں

۱۔ مرزا قادیانی نے ۱۸۸۶ء میں آریوں کو مباہلہ کی دعوت دیتے ہوئی لکھا:

"اگر کوئی آریہ ہمارے اس تمام رسالہ کو پڑھ کر پھر بھی اپنی ضد کو چھوڑنا نہ چاہے۔ اور اپنی کفریات سے باز نہ آوے تو ہم خدا تعالیٰ کی طرف سے اشارہ پاکر اس کو مباہلہ کی طرف بلاتے ہیں"۔ (سرمہ چشم آریہ ص ۲۸۰)

"آخرالحیل مباہلہ ہے۔ جس کی طرف ہم پہلے اشارات کر آئے ہیں۔ مباہلہ کے لئے وید خوان ہونا ضروری نہیں' ہاں باتمیز اور ایک نامور آریہ ہونا چاہئے۔ جس کا اثر دوسروں پر بھی پڑسکے ۔ سو اگر وہ وید کی ان تعلیمات کو' جن کو ہم کسی قدر اس رسالہ میں تحریر کرچکے ہیں' فی الحقیقت صحیح اور سچا سمجھتے ہیں اور ان کے مقابل جو قرآن شریف کے اصول اور تعلیمیں اسی رسالہ میں بیان کی گئی ہیں ان کو باطل اور دروغ خیال کرتے ہیں تو اس بارہ میں ہم سے مباہلہ کرلیں۔ اور کوئی مقام مباہلہ کا برضامندی فریقین قرار پاکر ہم دونوں فریق تاریخ مقررہ پر اس جگہ حاضر ہوجائیں"۔ (سرمہ چشم آریہ ص ۳۰۰' ص ۳۰۱)

۲۔ ۱۸۹۱ء میں عیسائیوں کو مباہلہ کی دعوت دیتے ہوئے مرزا نے لکھا:

"اور ربانی فیصلہ کے لئے طریق یہ ہوگا کہ میرے مقابل پر ایک معزز پادری صاحب جو پادری صاحبان مندرجہ ذیل میں سے منتخب کئے جائیں۔ میدان مقابلہ کے لئے' جو تراضی طرفین سے مقرر کیا جائے تیار ہوں' پھر بعد اس کے ہم دونوں مع اپنی اپنی جماعتوں کے میدان مقررہ میں حاضر ہوجائیں۔ اور خدا تعالیٰ سے دعا کے ساتھ یہ فیصلہ چاہیں کہ ہم دونوں میں سے جو شخص درحقیقت خدا تعالیٰ کی نظر میں کاذب اور مورد غضب ہے۔ خدا تعالیٰ ایک سال میں اس کاذب پر وہ قہر نازل کرے جو اپنی غیرت کی رو سے ہمیشہ کاذب اور مکذب قوموں پر کیا جاتا ہے"۔ (انجام آتھم ص ۳۰)

"سوائے پادری صاحبان دیکھو کہ میں اس کام کے لئے کھڑا ہوں' اگر چاہتے ہو کہ خدا کے حکم سے اور خدا کے فیصلے سے سچے اور جھوٹے میں فرق ظاہر ہوجائے تو آؤ' تا ہم ایک میدان میں دعاؤں کے ساتھ جنگ کریں۔ تاکہ جھوٹے کی پردہ دری ہو"۔ (انجام آتھم ص ۳۲)

"اگر عیسائی لعنت کے لفظ سے متنفر ہیں تو اس لفظ کو جانے دیں۔ بلکہ دونوں فریق یہ دعا کریں کہ یا الٰہ العالمین ۔ اے قادر! ان دونوں گروہوں میں اس طرح فیصلہ کر کہ جو ہم دو فریق میں سے جو اس وقت مباہلہ کے میدان میں حاضر ہیں' جو فریق جھوٹے اعتقاد کا پابند ہے اس کو ایک سال کے اندر بڑے عذاب سے ہلاک کر' کیونکہ تمام دنیا کی نجات کے لئے چند آدمی کا مرنا بہتر ہے"۔ (انجام آتھم ص ۳۰۳)

۳۔ اکابر علمائے امت کو مباہلہ کی دعوت دیتے ہوئے مرزا لکھتا ہے:

"اب میں پھر اپنے کلام کو اصل مقصد کی طرف رجوع دے کر ان مولوی صاحبوں کا نام ذیل میں درج کرتا ہوں جن کو میں نے مباہلہ کے لئے بلایا ہے' اور میں پھر ان سب کو اللہ جل شانہ' کی قسم دیتا ہوں کہ مباہلہ کے لئے تاریخ اور مقام مقرر کر کے جلد مباہلہ کے میدان میں آویں اور اگر نہ آئے اور تکفیر و تکذیب سے باز آئے تو خدا کی لعنت کے نیچے مریں گے"۔ (انجام آتھم ص ۶۹)

مذکورہ حوالہ جات سے مرزا طاہر اور اس کے پریس سیکرٹری صاحب خود غور کرلیں کہ اصل طریق مباہلہ کیا ہے؟ بہرحال یہ بات ثابت ہوگئی کہ مرزا طاہر نے جس مباہلہ کا چیلنج دیا تھا اسے مباہلہ کا نام نہیں دے سکتے اگر مرزا طاہر کو اپنی صداقت پر اتنا ہی ناز ہے تو اسے قرآنی طریقہ مباہلہ کے مطابق (جسے مرزا قادیانی نے بھی تسلیم کیا ہے) خود میدان مباہلہ میں آنا چاہئے اور اگر اسے اپنے طریقہ مباہلہ پر اصرار ہے تو جناب طبیب امیر علی قریشی نے جو چیلنج دیا ہے اسے بھی قبول کرلینا چاہئے آخر یہ بھی کوئی طریق مباہلہ ہے کہ۔

شیشے کے گھر میں بیٹھ کے پتھر ہیں پھینکتے
دیوار آہنی پہ حماقت تو دیکھئے

طبیب امیر علی قریشی صاحب نے جو چیلنج دیا تھا اسے حیلے بہانوں سے ٹال دیا اور قریشی صاحب پر یہ الزام بھی لگایا کہ وہ مجنون اور دیوانے ہیں افسوس یہ ہے کہ انہوں نے جس تھرما میٹر سے قریشی صاحب کے مجنون اور دیوانہ ہونے کا پتہ چلالیا ہے کم از کم اسی تھرما میٹر سے مرزا قادیانی کے بارے میں پوچھ لیتے کہ وہ شخص جو نبوت کا مدعی ہے اسے الٹے سیدھے جوتے کا پتہ نہیں چلتا تھا سیدھے پاؤں کا جوتا الٹے پاؤں میں اور الٹے کا سیدھے پاؤں میں پہن لیا کرتا تھا۔ اوپر کا بٹن نیچے والے کاج میں اور نیچے کا بٹن اوپر والے کاج میں لگایا کرتا تھا۔ چابیوں کا گچھا ازار بند کے ساتھ باندھتا اور چلتا تو چھنا چھن ہوتی چلی جاتی اور کسی کو ہٹو بچو کی صدا دینے کی ضرورت پیش نہ آتی لوگ چھنا چھن کی آواز سے خود سمجھ جاتے کہ "نبی" جارہا ہے۔ ہاں ڈھیلے اور گڑ جیب میں رکھنے والی روایت تو مشہور ہے۔ ہمیں کیا کسی کو بھی یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ مرزا قادیانی مجنون یا پاگل تھا وہ تو خود بتا رہا ہے کہ میں کون ہوں اس لئے پریس سیکرٹری اور دوسرے مرزائیوں کو اسی تھرما میٹر کے ذریعے مرزا کی حقیقت کا سراغ ضرور لگانا چاہئے۔ پریس سیکرٹری صاحب الزام قریشی صاحب کو دیتے تھے جبکہ وہ خود ایک پاگل کو نبوت کے منصب پر بٹھائے بیٹھے ہیں۔

بہرحال قریشی صاحب نے مرزا طاہر کے پریس سیکرٹری کا جو جواب دیا ہے ضروری ہے کہ ہم اسے بھی یہاں نقل کریں اور وہ یہ ہے:

مدعیان حق کو مباہلہ سے کیوں فرار ہے؟

"احقر امیر علی قریشی نے مرزا طاہر امیر جماعت مرزائیہ کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا جو انگلینڈ کے اخبارات میں شائع ہوا تھا میں نے کہا تھا کہ مرزا طاہر مجھ سے آنکھ ملائے پھر اپنا حشر دیکھے' مرزا طاہر مباہلہ کے لئے آمادہ نہیں ہوا' یہ اس امر کی دلیل ہے کہ مرزائیوں کو اور مرزائیوں کے امیر کو اپنے بارے میں اہل حق ہونے کا یقین نہیں ہے بلکہ اپنے کو باطل پر سمجھتے ہیں۔ اس لئے مباہلہ سے کتراتے ہیں پرانی مثل ہے کہ "سچ کو آنچ نہیں" سچے ہیں تو جھوٹے حیلے بہانے بناکر مباہلہ سے بچنے کی کیوں کوشش کرتے ہیں؟ احقر کے مباہلہ کے چیلنج کے بعد مرزائیوں کی جماعت کے پریس سیکرٹری کی طرف سے روزنامہ "ملت" میں چند سطر کا ایک مضمون شائع ہوا ہے' جس میں اہل بصیرت کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کی کوشش کی ہے' وہ لکھتے ہیں کہ "امیر علی قریشی کو یہ علم نہیں کہ مباہلہ کسے کہتے ہیں"۔ فرض کرو مجھے مباہلہ کا مفہوم معلوم نہیں ہے تو آپ کو تو معلوم ہے آپ مفہوم بھی بیان کردیں اور اسی کے مطابق مباہلہ کرلیں۔ پھر یہ بھی لکھا ہے کہ "امیر علی قریشی کا بیان کیونکہ جاہلانہ اور مجنونانہ ہے اور شریعت اسلامیہ کسی مجنون شخص کو مکلف قرار نہیں دیتی اس لئے ان سے مباہلہ کیسے ہوسکتا ہے"۔ انہوں نے گھر بیٹھے ہی مجھے جاہل بنادیا اور مجنون بھی بتادیا' میرے ساتھ چند دن رہیں پھر دیکھیں کہ میں دیوانہ ہوں یا فرزانہ' اور یہ کوئی نئی بات بھی نہیں ہے۔ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دیوانہ کہا جاتا رہا ہے' تاریخ اپنے کو خود دہراتی ہے اگر حق کے جھٹلانے والوں نے حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی کو دیوانہ کہہ دیا تو یہ کوئی بعید بات نہیں ہے اہل باطل کا شیوہ ہی یہی رہا ہے کہ اہل حق کو دیوانہ کہا کریں۔ جماعت قادیانی کے پریس سیکرٹری نے یہ جو کہا ہے کہ شریعت اسلامیہ کسی مجنون شخص کو مکلف قرار نہیں دیتی' اس کے بارے میں گذارش ہے کہ شریعت اسلامیہ سے جماعت مرزائیہ کا تعلق کیا ہے' شریعت اسلامیہ تو حضرت خاتم الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا نام ہے' جماعت مرزائیہ تو دائرہ اسلام سے خارج ہے' اس کا کوئی تعلق شریعت اسلامیہ سے نہیں ہے' جو شخص سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر ہے وہ قرآن کی آیت شریفہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کا منکر ہوکر آپ کے بعد کسی کو بھی نبی نہیں مان سکتا' جماعت مرزائیہ کے پریس سیکرٹری نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر وہ واقعی سنجیدہ ہیں تو آنکھ ملانے کی بجائے قرآنی طریق کے مطابق مباہلہ کے چیلنج کو قبول کرلیں۔ چلئے مرزا طاہر قرآن کے مطابق مباہلہ کی تشریح کردے اور پھر اس کے مطابق مباہلہ کرلے۔ فقیر پیچھا چھوڑنے والا نہیں ہے۔ آنکھ بھی ملائے گا اور جس طرح بھی

باقی صفحہ ۲۹ پر

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہ العزیز کی

چند صحبتیں، چند یادیں

مشہور نعت گو شاعر حافظ لدھیانوی کی سوانح عمری سے ایک باب

ملتان سے یوں تو بہت سی یادیں وابستہ ہیں مگر وہ جو سرمایہ حیات ہے جس کے نقوش کبھی مدھم نہ ہوں گے وہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی علمی ادبی مذہبی صحبتیں ہیں' پروفیسر بشیر الرحمن ملک ان دنوں ایمرسن کالج میں پروفیسر تھے' ان سے میری دوستی لاہور کے قیام میں ہوئی جب وہ گورنمنٹ کالج لاہور میں لیکچرار تھے۔ بہت ستھرا شعری ذوق تھا خوبصورت گفتگو کرتے' مہمان نواز' خلیق دوستوں کو زندگی کا سرمایہ سمجھنے والے تھے۔ پروفیسر بشیر الرحمن ملک کبھی کبھی میرے ساتھ شاہ جی کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ شاہ جی جس موضوع پر گفتگو کرتے ان کا اپنا انداز' اپنا نقطہ نظر ہوتا وہ بڑے عظیم انسان تھے اللہ تعالی نے انہیں خصوصی صلاحیتوں سے نواز تھا۔ میں نے اپنی ادبی زندگی میں شاہ جی سے بڑا شعر فہم نہیں دیکھا وہ شعر کی روح کو سمجھتے تھے شعر کے بارے میں ان کا فیصلہ سند کی حیثیت رکھتا تھا خوبصورت شعر حسن قرات شاہ جی کی روح کی غذا تھی شاہ جی کو آپ شعر سنا رہے ہوں ان کے ہونٹوں کی بناوٹ اور آنکھوں کی سجاوٹ شعر کا حسن بتاتی تھی۔ معیار سے گرا ہوا شعر شاہ جی کی محفل میں بار نہ پا سکتا تھا ان کو فارسی اردو شعراء کے بے شمار اشعار ازبر یاد تھے وہ اپنی تقریروں میں ان اشعار کو نگینوں کی طرح جڑ دیتے تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ شاعر نے شعر اسی موقع کے لئے کہا ہے۔ شاہ جی کے شعر پڑھنے کا انداز کوئی نہ اپنا سکا۔ آواز کی زیر و بم سے اشعار کے معانی واضح ہوتے جاتے تھے مزید تشریح کی ضرورت نہ رہتی۔ شعر تقریر کے موضوع کی وضاحت کر دیتا۔

میں چھٹی کے روز دفتری اوقات کے بعد شاہ جی کی خدمت میں حاضر ہو جاتا' ان کی عالمانہ گفتگو سے میرا دامن علم و ادب کے موتیوں سے بھر جاتا شعر کی سمجھ دین کا فہم گفتگو کا انداز' اخلاق کی تعلیم' محبت کے قرینے' دلداری کے طریقے ان کی صحبتوں سے حاصل ہوئے۔ ایک شخص کو اللہ تعالی نے مجموعہ کمالات و اوصاف بنا دیا تھا۔ بقول ابو الکلام آزادؒ ان کے ذہن میں کن کن متضاد علوم نے آشیانہ بنا رکھا تھا۔ ہر ملاقاتی اس چشمہ زلال سے سیراب ہو کر جاتا۔ ان ملاقاتوں میں ہر طبقہ کے لوگ ہوتے نوجوان طبقہ تو شاہ جی کا عاشق تھا۔ ان کی شگفتہ مزاجی نے انہیں شاہ جی کے قریب کر دیا۔ کالج کے طلبہ علم و ادب کے خزانے سمیٹنے آتے۔ علماء دینی شغف پورا کرتے' سیاسی لوگوں کو نیا زاویہ فکر مل جاتا۔ نواب زادہ نصر اللہ خان کو بار بار شاہ جی کی خدمت میں حاضر دیکھا۔ شاہ جیؒ کی تبلیغ کا انداز دوسرے علماء کرام سے یکسر مختلف تھا وہ کفر کے فتوے صادر نہ کرتے وہ حسین انداز سے دینی مسائل سمجھاتے اور تبلیغ کا حق ادا کرتے اس ضمن میں ایک دو واقعات ان کی دور بینی شگفتہ مزاجی کی تصدیق کریں گے۔

اسلامیہ کالج کے طلبہ شاہ جی کی خدمت میں حاضر تھے مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ شاہ جی کی محفل میں ہر شخص بے تکلف اپنی بات کر سکتا تھا۔ باتوں باتوں میں داڑھی کا ذکر چل نکلا۔ اسلامیہ کالج کے لڑکوں نے کہا شاہ جی کالجوں کا ماحول دینی ماحول سے مختلف ہوتا ہے۔ طالب علمی کے زمانہ میں کالج میں داڑھی رکھنا بہت مشکل ہے۔ شاہ جیؒ اگر چاہتے تو قرآن و حدیث کی روشنی میں اسے سرزنش کر سکتے تھے۔ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت پر موثر خطبہ بھی دے سکتے تھے مگر شاہ جی نے ایسا مسکت جواب دیا کہ سوال کرنے والے طالب علم کا رنگ اڑ گیا۔ شاہ جی نے کہا ہاں میرے بیٹے آپ نے ٹھیک ہی کہا اسلامیہ کالج میں داڑھی رکھنا مشکل ہے خالصہ کالج میں داڑھی رکھنا آسان ہے۔ اسی طرح ایک دن شاہ جی سے کسی نے تصویر کھنچوانے کے بارے میں سوال کیا شاہ جی نے فرمایا از روئے شریعت تصویر کھنچوانا جائز نہیں اس نے جواب دیا آپ کی تصاویر اخبارات میں شائع ہوتی ہیں اس کا کیا جواز ہے؟ شاہ جی نے اپنی مدافعت میں کوئی بات نہیں کی شاہ جی اپنی صفائی میں بہت کچھ کہہ سکتے تھے مگر وہی شگفتہ مزاجی کے انداز میں فرمایا تم مجھ سے مسئلہ دریافت کرنے آئے تھے کہ میرے گناہوں کی فہرست تیار کرنے آئے تھے وہ اس جواب سے بہت نادم ہوا۔ ایک دن قاضی احسان احمد شجاع آبادی میری موجودگی میں شاہ جی سے ملنے آئے ان کی گفتگو کا انداز اور لب و لہجہ کافی حد تک شاہ جی سے ملتا جلتا تھا مسلسل بیماری اور نقاہت کی وجہ سے شاہ جی کا حافظہ کافی حد تک متاثر ہو چکا تھا۔ بات یاد نہ رہتی تھی۔ پریشان ہو جاتے تھے۔ قاضی صاحب سے مخاطب ہو کر کہنے لگے تمہیں کوئی بات کہنا تھی۔ اب حافظے سے نکل گئی۔ قاضی صاحب نے کہا جو بات کسی کو کہنا ہو وہ ڈائری میں لکھ لیا کریں۔ شاہ جی کی شگفتہ مزاجی عود کر آئی مجھے مخاطب ہو کر کہنے لگے۔ قاضی کو خدا جانے کب سمجھ آئے گی پھر قاضی صاحب کی طرف رخ کر کے کہنے لگے قاضی ڈائری میں لکھنے کے لئے بھی یادداشت کی ضرورت ہے۔ مجھے ہزاروں اشعار اساتذہ کے ازبر تھے جب میں حاضر ہوتا متقدمین شعرا کا انتخاب سنتے عموماً" شعر پسند فرماتے اگر کوئی شعر بہت پسند ہوتا تو ایک بڑے رجسٹر میں لکھوا لیتے۔ ایک دن میں نے حیدر دہلوی کا شعر سنایا۔

(مرسلہ از ماسٹر محمد عمر خان گڑھ)

چمن والوں سے مجھ صحرا نشیں کی بود و باش اچھی
بہار آ کر چلی جاتی ہے ویرانی نہیں جاتی

شاہ جی درویش صفت انسان تھے۔ سادہ زندگی بسر کی ان کے دل میں ثروت' دولت کی کبھی ہوس پیدا نہیں ہوئی۔ ہندوستان کا خطیب اعظم کرائے کے مکان میں رہا جس میں برسوں سے قلعی نہیں ہوئی تھی دیواروں سے مٹی گرتی رہتی تھی۔ اس مکان کا فرش اکھڑا ہوا تھا دروازوں پر کبھی رنگ و روغن نہ ہوا بیٹھک میں صوفے اور قالین نہ تھے مگر اس مرد مجاہد متوکل انسان کے لب پر کبھی حرف شکایت نہ آیا۔ شاہ جی مذکورہ بالا شعر مزے لے لے کر پڑھتے رہے اور مصرع ثانی بار بار پڑھتے۔

بہار آ کر چلی جاتی ہے ویرانی نہیں جاتی

شاہ جی کا گھر قرون اولی کے بزرگوں کی یاد تازہ کرتا تھا اس گھر سے تقوی کی خوشبو' علم کی مہک' فقر کا انداز' قناعت کا رنگ اور بے نیازی کی شان نظر آتی تھی۔ بے نیازی کے سلسلے میں ایک واقعہ یاد آ گیا..... صدر پاکستان سکندر مرزا ملتان آئے۔ شاہ جی کو پیغام بھیجا کہ انتہائی ممنون ہوں گا اگر آپ ملاقات کے لئے تشریف لائیں۔ قاصد نے مرزا سکندر کا پیغام دیا کوئی اور ہوتا تو اپنے لئے اعزاز سمجھتا کہ صدر پاکستان ملاقات کی خواہش مند ہیں مگر شاہ جی کی قلندری شان نے اسے قبول نہ کیا قاصد سے کہا مجھے تو یاد نہیں پڑتا کہ سکندر مرزا سے مجھے کوئی کام ہے اگر ملنا چاہتے ہوں تو فقیر کے دروازے ہر وقت کھلے ہیں۔ علامہ اقبال نے ایسے ہی مرد قلندر کے بارے میں شعر کہا

ہوگا۔

نہ تاج و تخت میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

شاہ جی کو دنیا کی ہوس نہ تھی وہ اگر چاہتے تو ہر تقریر میں ہزاروں روپے جمع کر سکتے۔ ٹھاٹھ باٹھ سے زندگی گزار سکتے تھے۔ بے شمار کوٹھیاں ہوتیں' جائیدادیں ہوتیں' زمینیں ہوتیں' بینک بیلنس ہوتا جدید طرز کی رہائش گاہ ہوتی۔ مگر شاہ جی کو تو ایک ہی لگن تھی کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی لوگوں تک پہنچائیں۔ عاقبت کے لئے سرمایہ اکٹھا کریں جو دنیا کے زوال پذیر سرمائے سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے۔ شاہ جی نے کاذب نبی کی جھوٹی نبوت کے دعوے کے تار پود بکھیر دیئے' ہزاروں سادہ لوح مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچالیا' اس مشن کے لئے ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے ساری زندگی وقف کردی۔ زندگی کے آخری ایام تک اس محاذ پر بے جگری سے لڑتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے مخلصانہ سعی مشکور فرمائی اور اس دجال اور گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرقے کو خارج از اسلام قرار دے کر شاہ جی کی قبر کو منور کردیا۔ شاہ جی کی تقریر جلال و جمال کا حسین امتزاج ہوتی۔ شاہ جی کے الفاظ میں شبنم کی لطافت شاخ گل کی لچک' ستاروں کی چمک' بلبل کا نغمہ اور بہاروں کا حسن ہوتا تھا اگر شاہ جی کی زبان پر خدا اور اس کی محبوب کے باغیوں کی بات ہوتی تو شاہ جی کی تقریروں میں بادل کی گرج بجلی کے کڑکے' سمندر کا خروش' شاہوں کا جلال اور مرد مجاہد کی شان ہوتی۔ اس محفل آرا شخص کی زندگی کے آخری ایام تنہائی میں گزرے جس کی زندگی جید علماء' نامور' سیاسی شخصیات' ممتاز شعراء مشہور صحافیوں کے درمیان گزری ہو وہ ان صحبتوں سے یک دم محروم ہو جائے تو اس کے دل پر کیا گذرتی ہوگی۔ شاہ جی کی بیماری ان کی تنہائی تھی۔ ایک دن فرمایا کہ "میں اس محلے میں زندگی کے دن پورے کر رہا ہوں جہاں مجھے اخبار پڑھ کر سنانے والا کوئی نہیں"۔

نامور اخبارات کے صحافی انٹرویو لینے کے لئے کثیر جماعت آئی۔ ان کا خیال تھا کہ شاہ جی کی سیاسی مذہبی زندگی مجلسی زندگی کے کئی پہلو پر ہزاروں داستانوں کا انٹرویو لکھنے کے لئے ملے گا۔ شاہ جی اگر چاہتے تو سینکڑوں اوراق میں زندگی کے حالات قلم بند کراتے جو ان کی سیاسی جدوجہد' تبلیغی مساعی اور ادبی علمی زندگی کی آئینہ دار ہوتے۔ انہوں نے تین مختصر جملوں میں اپنی ساری زندگی کا خلاصہ بیان کیا۔۔۔ فرمایا "ایک تہائی ریل میں کٹ گئی' ایک تہائی جیل میں کٹ گئی' ایک تہائی جلسے جلوسوں میں بسر ہوگئی"۔

عطاء اللہ شاہ بخاری "ختم ہوگیا۔ میر کا شعر یاد آگیا۔

یہ لوگ تو نے ایک ہی شوخی میں کھو دیئے
پیدا کئے تھے چرخ نے جو خاک چھان کے

ہفت روزہ
ختم نبوة

دنیا بھر میں آپ کے تجارتی و کاروباری تعارف کا موثر ذریعہ

اشتہار چھوٹا ہو یا بڑا' رنگین ہو یا بلیک اینڈ وائٹ اہم بات یہ ہے کہ وہ اشتہار کتنے لوگوں کی نظر سے گزرتا اور کتنے لوگوں پر اپنا تاثر چھوڑتا ہے۔

ختم نبوت میں شائع ہونے والے اشتہارات

80,000

سے زائد افراد کی نظر سے گزرتے اور انمٹ تاثر چھوڑ جاتے ہیں۔

آپ کی مصنوعات اور خدمات کے بھرپور تعارف کے لئے ختم نبوت ایک موثر ذریعہ ہے کیونکہ یہ صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ چالیس دیگر ممالک تک آپ کے پیغام اور تعارف کو پہنچا سکتا ہے۔

ختم نبوت میں دیا ہوا آپ کا اشتہار صرف دنیوی اعتبار سے ہی مفید نہیں بلکہ اشاعت دین اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی میں یہ آپ کا حصہ ہوگا جو بروزِ حشر شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ بنے گا۔

دینی تربیت و معلومات اور فتنہ قادیانیت کے کرتوتوں سے واقفیت کے لئے

ہفت روزہ
ختم نبوت

پڑھیئے اور دوسروں تک بھی پہنچایئے

سودی لین دین والوں سے معذرت

مزید معلومات کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت۔ ایم۔ اے جناح روڈ
پرانی نمائش کراچی

فون:۔ 7780337 فیکس:۔ 7780340

شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ اور عیسائی ردِعمل

نوید مسعود ہاشمی۔ اسلام آباد

پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے اور یہاں کی اکثریتی آبادی مسلمان ہی ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ حکومت پاکستان بذات خود اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اضافہ کردیتی۔ لیکن....

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

بہرحال لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے' علماء پاکستان نے جب اجتماعی تحریک شروع کرنے کا اعلان کیا تو حکمرانوں کو گھٹنے ٹیکنے پڑے' شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اضافہ کردیا گیا' جونہی حکومتی سطح سے اعلان ہوا تو ایک اقلیتی گروہ یعنی عیسائیوں نے مذہب کے خانے میں اضافے کے خلاف شدید ردعمل کا اظہار کرنا شروع کردیا۔ چند سیکولر ذہن رکھنے والے بے ضمیر سیاست دان بھی اپنی گرتی ہوئی سیاسی ساکھ کو سنبھالا دینے کے لئے عیسائیوں کے ہمنوا بن گئے۔ عیسائیوں نے بھوک ہڑتال کا سلسلہ شروع کردیا' "بشپ آف لاہور" نے واضح الفاظ میں بغاوت کرتے ہوئے کہا کہ "جیسے بھارت میں سکھوں نے خالصتان کا مطالبہ کیا ہے عیسائی پاکستان میں علیحدہ خطے کا مطالبہ کریں گے" اور یہاں تک عیسائیوں نے ناپاک جسارت کی کہ لاہور کے مال روڈ پر ""اسلام مردہ باد"" کے نعرے لگائے گئے (نعوذ باللہ) بھلا عیسائیوں سے کوئی پوچھے کہ جب تم مسیحی ہی ہو تو پھر تمہیں اپنے آپ کو عیسائی لکھتے ہوئے شرم کیوں آتی ہے' تمہیں تو اپنے آپ کو عیسائی ظاہر کرتے ہوئے فخر محسوس کرنا چاہئے تھا جبکہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافے سے عیسائیوں کو ایک فیصد بھی نقصان نہیں ہے' لیکن اس کے باوجود مذہب کے خانے کی اتنی شدید مخالفت کچھ میں نہیں آتی۔ لگتا یوں ہے کہ دال میں ضرور کچھ کالا کالا ہے۔ اپنی اس بات کی مزید وضاحت اس مثال سے کرنا چاہتا ہوں.... حضرت مولانا محمد علی جالندھری" اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ایک بادشاہ کے پاس ایک غریب عورت ملازمہ تھی' اس کا نوجوان بیٹا تھا' ایک دن وہ ملازمہ ملکہ سے کہنے لگی کہ میرے بیٹے کی شادی اپنی بیٹی سے کردیجئے۔ ملکہ ششدر رہ گئی کہ کہاں غریب ملازمہ اور کہاں بادشاہ کی بیٹی لیکن اس نے بڑے تحمل کا ثبوت دیتے ہوئے اس ملازمہ سے کہا کہ شام کو بادشاہ سلامت لوٹیں گے تو میں انھیں تمہارا پیغام پہنچادوں گی۔ شام کو جب ملکہ نے بادشاہ کو ملازمہ کا پیغام پہنچایا تو بادشاہ سلامت نے پوچھا کہ وہ عورت بیٹھی کہاں تھی' ملکہ نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کردیا' بادشاہ نے ملازموں کو بلایا اور اس جگہ کے کھودنے کا کہا' ملازموں نے جب وہ جگہ کھودی تو اندر سے بہت بڑا خزانہ برآمد ہوا۔ بادشاہ خزانے کو دیکھ کر مسکرایا اور ملکہ سے کہنے لگا کہ ملازمہ خود نہیں بول رہی تھی بلکہ وہ اس خزانے پر بیٹھی تھی اور یہی خزانہ اسے بولنے پر مجبور کر رہا تھا"۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں' عیسائی خود نہیں بول رہے' بلکہ ان کے پیچھے قادیانیوں کا کروڑوں روپیہ انھیں بولنے پر مجبور کر رہا ہے' قادیانی نہیں چاہتے کہ مذہب کے خانے کا اضافہ ہو۔ اس لئے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرکے

باقی صہ ۳۶ پر

ٹنڈو آدم میں عظیم الشان ختمِ نبوت کانفرنس

رپورٹ: مصباح الحق آرائیں

آج ۴ دسمبر بروز ہفتہ ختم نبوت کے پروانوں کے جذبات قابل دید ہیں۔ ہر ایک کے دل میں ایک نیا جذبہ نیا عزم موجود ہے۔

کیونکہ آج ٹنڈو آدم میں ختم نبوت کی کانفرنس ہے سورج طلوع ہوتے ہی مجاہدین نے کانفرنس کی تیاریاں شروع کر دیں۔

صبح ہی سے شہر بھر میں کانفرنس کا اعلان تانگہ پر کیا جا رہا ہے اور مسجد میں مجاہدین کی ایک کمیٹی بینرز وغیرہ لگانے میں مصروف ہے اور ایک کمیٹی مہمانوں کے لئے کھانا تیار کر رہی ہے اور پھر تقریباً" سوا بارہ بجے راقم الحروف سمیت کچھ ساتھی اسٹیشن گئے۔ ۱۲۔۳۰ بجے ٹرین ٹنڈو آدم کے پلیٹ فارم پر آئی اور اس گاڑی سے عالمی مجلس کے قائد حضرت الامیر خان محمد مدظلہ سمیت دیگر قائدین اترے۔ اور ان کا گرمجوشی سے استقبال کیا گیا اور پھر تقریباً ۲ بجے عالمی مجلس کے نائب امیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب کراچی سے تشریف لائے۔

پہلی نشست:

ظہر کی نماز کے فوراً" بعد جلسہ کی کارروائی شروع کی گئی۔

کہ بے نظیر صاحب نے مذہب کے خانے کی مخالفت کر کے اپنے والد بھٹو مرحوم کے کارناموں پر پانی پھیر دیا۔

مدرسہ مفتاح العلوم کے طالب علم مولوی محمد اکرم نے اپنی تقریر میں کہا کہ مرزا غلام قادیانی نے پورے دین کو تبدیل کر کے رکھ دیا ہے۔ ان کی تقریر کے دوران جب حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب مسجد میں داخل ہوئے تو ان کا پرجوش نعروں سے استقبال کیا گیا اور مسجد ختم نبوت زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی۔

اور جب حضرت لدھیانوی صاحب نے اپنی تقریر شروع کی تو تمام مجمع پر سکوت طاری ہو گیا۔ مولانا کا بیان بے مثال تھا۔ مولانا نے اپنی تقریر میں اس بات پر زور دیا کہ قادیانی ہمارے مسلمانوں کو لالچ دے کر مرتد بنا رہے ہیں۔ ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بھی قادیانیوں کو اسلام کی دعوت دیں۔

کیسے ہو

راشد مدنی صدر شبان ختم نبوت خطیب بلال مسجد ختم نبوت نے اپنی تقریر میں کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبی اکرم کی ایسی گستاخی کی ہے جس کو نقل کرتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ زبان لرزتی ہے۔ دماغ چکراتا ہے مرزا ملعون نے سردار دوجہاں کے روضہ اقدس کے بارے میں اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ میں ذلیل متعفن حشرات الارض کی نجاست کی جگہ جیسے غلیظ الفاظ استعمال کر کے اپنی غلاظت کو اگلا ہے۔

راشد مدنی نے کہا کہ یہ وقت ہے نوجوانوں کے متحد ہونے کا تمام نوجوان متحد ہو کر کائنات کے بدترین کالے کافر مرتد زندیق قادیانیوں کی خلاف جہاد کے لئے شبان ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر آجائیں۔ انہوں نے کہا کہ اب قادیانیت کو دنیا کی کوئی طاقت بچا نہیں سکتی۔ ہمارے خون کا آخری قطرہ بھی نبی اکرم کی عزت پر قربان ہو گا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ مذہب کے خانے کے خلاف مظاہرے کرنے والوں کو سزا دی جائے اور انہوں نے کہا کہ یہ سندھ اسمبلی کے نام نہاد سیدوں کو خدا کے غضب سے ڈرنا چاہئے۔ اگر وہ اپنی

جمال نہ کمال نہ جلال پھر بھی مرزا قادیانیوں کا لیڈر ہے، مولانا محمد یوسف لدھیانوی

اسٹیج سیکرٹری کے فرائض راشد مدنی نے انجام دیئے۔ اور تلاوت قرآن مدرسہ ندوۃ العلوم ختم نبوت ٹنڈو آدم کے مدرس قاری محمد موسیٰ لغاری نے کی تلاوت کے بعد شبان ختم نبوت کے نوجوان مقرر طاہر حسین ڈوگر نے اپنی تقریر میں عزم کیا کہ ہمارے خون کا آخری قطرہ بھی نبی اکرم کی عزت وناموس کی خاطر بہے گا۔ اس کے بعد مولانا قاری خلیل الرحمن صاحب مبلغ عالمی مجلس جیکب آباد نے تقریر کی۔ مولانا نے اپنی تقریر میں کہا کہ جس طرح آسمان وزمین میں خدا کی خدائی کا کوئی شریک نہیں۔ اسی طرح آسمان وزمین پر محمدؐ کی نبوت کا بھی کوئی شریک نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اب فتنہ قادیانیت کا شرعی علاج صرف قتل ہے۔

ان کے بعد مولانا جمال اللہ الحسینی صاحب نے خطاب کیا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اندراج کے خلاف ہندوؤں عیسائیوں اور پیپلز پارٹی کے احتجاج کے بارے میں کہا کہ یہ سب کچھ قادیانیوں کے ایماء پر اور فنڈ پر کیا جا رہا ہے۔ مولانا نے کہا

مولانا کا بیان مغرب تک جاری رہا۔ درمیان میں عصر کی نماز کا وقفہ دیا گیا مغرب کے وقت مولانا کی دعاء پر پہلی نشست کا اختتام ہوا۔

کانفرنس کی دوسری نشست:

دوسری نشست بعد نماز عشاء چھتری چوک پر ہوئی کانفرنس کا آغاز قاری محمد موسیٰ کی تلاوت سے ہوا" تلاوت کے بعد سانگھڑ کے سندھی نعت خواں جناب علی عابد نے سندھی نعت رسول سنائی۔

ان کے بعد شبان ختم نبوت کے نوجوان نعت خواں جناب محمد حسن انصاری نے اردو نعت سنائی۔ کانفرنس میں شبان ختم نبوت کے ننھے مجاہد زاہد حجازی نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ قادیانیت کا مسئلہ حل ہو چکا ہے حالانکہ وہ لوگ غلط کہتے ہیں کہ قادیانیت کا مسئلہ حل ہو چکا ہے قادیانی تو آج بھی بضد ہیں کہ ہم (قادیانی) مسلمان ہیں اور (سواارب) حقیقی مسلمان کافر ہیں۔ پھر مسئلہ حل

اس غلط قرارداد کو واپس نہ کریں گے اور عوام سے معافی نہ مانگیں گے تو ان کی داستان تک نہ ہو گی داستانوں میں۔ اور عوام ان کو ہمیشہ کے لئے مسترد کر دیں گے۔

مولانا محمد اسعد مدنی نے اپنی تقریر میں کہا کہ عیسائیوں کو چاہئے کہ وہ قادیانیت نوازی چھوڑ دیں۔ ورنہ قادیانیوں سے پہلے تمہیں مٹایا جائے گا۔

مولانا عبدالقیوم عباسی مبلغ حیدر آباد نے اپنی تقریر میں سندھ اسمبلی کی بھیانک حرکت کو آئین پاکستان سے غداری کے مترادف کہا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ سندھ اسمبلی کو فوراً" برطرف کیا جائے۔

دار العلوم الحسینیہ شہداد پور کے مہتمم مولانا محمد یوسف بہاولپوری نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ مرزا قادیانی دھوکہ باز اور فریبی، حرام خور، بے ایمان منافق تھا۔ کیونکہ اس نے وعدہ کیا کہ میں اسلام کی حقانیت پر پچاس جلدوں میں کتاب لکھوں گا لیکن اس نے اپنی جھوٹی بکواسات پر مشتمل پانچ جلدیں لکھنے کے بعد کہا کہ کیونکہ ۵۰ اور ۵ میں

صرف صفر ایک نقطے کا فرق ہے۔ لہٰذا میرا پچاس کا وعدہ پانچ سے پورا ہوگیا۔ مولانا نے کہا کہ رقم پچاس کی لے کر پانچ لکھیں۔ بقیہ پینتالیس کی رقم مرزا ہڑپ کر گیا۔ جھوٹ بولا، دھوکہ دیا اور حرام کھایا۔

مولانا جمال اللہ الحسینی نے کانفرنس کی قراردادیں منظور کرائیں۔ عوام نے قراردادوں کی کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر تائید کی۔

علامہ احمد میاں حمادی صوبائی کنوینر عالمی مجلس ختم نبوت سندھ نے اپنی تقریر میں کہا کہ حکمرانو! خدا کے قہر سے ڈرو تم نے قادیانیت کو نواز کر رسول اللہ کا دل دکھایا ہے۔ اور قہر خداوند کو دعوت دی ہے۔ اگر تم نے قادیانیت نوازی کو ترک نہ کیا تو تمہارا حشر غدار ختم نبوت اسکندر مرزا اور غلام محمد (جس کی قبر گوروں کے قبرستان میں ہے) سے بھی بدترین ہوگا۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ ہم مرزا کو شیطان کہہ کر اس کی شان میں اضافہ کرتے ہیں۔ کیونکہ مرزا تو اپنے قول کے مطابق ہر شیطان سے بڑا شیطان اور بدتر سے بڑا بدتر ہے۔ مرزا نے اپنے آپ کو ایک گالا دیدیا۔ اب ہماری چھوٹی چھوٹی گالیوں سے تو اس کی شان میں اضافہ ہوتا ہے۔ مولانا نے مرزائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ مرزائیو! لوگ ہمیشہ کسی کو اپنا پیشوا لیڈر مانتے ہیں۔ تین چیزوں کی وجہ سے (۱) مال (۲) جمال (۳) کمال، تم بتاؤ تمہیں مرزا میں کیا نظر آیا ہے۔ جو اس کے پیچھے لگ گئے ہو۔ اس میں نہ تو جمال ہے۔ نہ کمال اور نہ ہی مال تمام عمر انگریز کی غلامی کرتا رہا۔

خیرپور کے شیخ الحدیث مولانا میر محمد میرک نے خوبصورت انداز میں قرآن کی تلاوت اور سندھی میں تقریر کی اور سیرت طیبہ پر روشنی ڈالی۔

شیخ الحدیث جامعہ حمادیہ منزل گاہ حضرت مولانا محمد مراد صاحب نے اپنے علم سے بھرپور علمی دلائل کی روشنی میں مسئلہ ختم نبوت پر روشنی ڈالی۔ اور شرعی دلائل سے قادیانیوں کے قتل کے وجوب کو ثابت کیا۔

کانفرنس میں خاتم المقررین کی حیثیت سے شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے شعلہ بیان خطاب فرمایا۔ اور قادیانیوں کو للکارتے ہوئے کہا کہ اب تمہیں ختم نبوت کے پروانوں سے کوئی چیز اور دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچا سکتی۔

آخر میں علامہ حمادی صاحب کی دعاء پر کانفرنس کی دوسری اور آخری نشست کا اختتام ہوا۔

ختم نبوت کانفرنس کی جھلکیاں

- شہر ٹنڈو آدم میں صبح ۷ را۔ ۸ بجے سے کانفرنس کا اعلان شہر تک ہوتا رہا۔
- ۱۰ بجکر ۴۰ منٹ پر عوامی ایکسپریس ٹنڈو آدم اسٹیشن پر رکی۔ عالمی مجلس کے قائدین گاڑی سے نیچے اترے تو ان کا گرمجوشی سے استقبال کیا گیا۔
- جامع مسجد میں فجر کے بعد ہی سے مجاہدین کانفرنس کی تیاریوں میں مصروف ہوگئے۔
- مسجد میں محراب کے اوپر بالکل سامنے شایان ختم نبوت کی طرف بینر لگایا گیا۔ جس پر یہ تحریر تھا..... "ہم تحریک ختم نبوت کے قائدین کو دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہتے ہیں"۔
- دن کی نشست میں جب نائب امیر عالمی مجلس ختم نبوت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب مسجد میں داخل ہوئے تو مسجد "ختم نبوت زندہ باد" "مرزائیت مردہ باد" کے نعروں سے گونج اٹھی۔
- رات کی نشست میں جب حضرت الامیر خواجہ خان محمد مدظلہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے تو تمام لوگوں نے کھڑے ہو کر پرجوش نعروں سے ان کا استقبال کیا۔ استقبالیہ نعرے یہ ہیں۔ "نعرہ تکبیر اللہ اکبر" "آگیا بھئی آگیا کندیاں والا آگیا" "چھاگیا بھئی چھاگیا کندیاں والا چھاگیا"۔ "یہ قائد ہمارا کندیاں والا" "دھیر ہمارا کندیاں والا" "شیر ہمارا کندیاں والا" "دل سے پیارا کندیاں والا" "نعرہ تکبیر اللہ اکبر" "ختم نبوت زندہ باد" ان نعروں سے شہر ٹنڈو آدم گونج اٹھا۔

○ دیگر علماء کی تقاریر کے دوران "ختم نبوت زندہ باد" "اب بنے گا پاکستان قادیانیوں کا قبرستان" "مرزائیوں کے حامی سب حرامی" "مرزائیوں پر لعنت بے شمار" اور اس جیسے دوسرے نعرے بھی لگتے رہے۔

○ جلسہ گاہ میں شبان ختم نبوت یونٹ قائد اعظم کالونی ٹنڈو آدم کی جانب سے کئی بینرز لگائے گئے تھے۔ جن پر تحریر تھا کہ ...... (۱) ہم قائدین تحریک ختم نبوت کو خوش آمدید کہتے ہیں (۲) نبی اکرمؐ کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے مصروف عمل نوجوانوں کی ملک گیر تنظیم شبان ختم نبوت پاکستان (۳) قادیانی بدترین گستاخ رسول ہونے کی وجہ سے واجب القتل ہیں حکومت اس پر عمل کروائے (۴) قادیانی جہاد کے منکر ہیں اس لئے پاک فوج کے ۳۲۸ اہم عہدوں سے قادیانیوں کو برطرف کیا جائے۔ (۵) شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اضافہ پر جلد عمل کیا جائے اور غدار پاکستان سندھ اسمبلی کے ارکان کو برطرف کیا جائے۔ (۶) قادیانیوں کے خلاف قانونی کاروائی یقینی بنائی جائے (۷) اب بنے گا پاکستان مرزائیوں کا قبرستان (۸) خون دل دے کر کریں گے حفاظت ختم نبوت کی۔ (۹) ہم نے ناموس رسالت کے تحفظ کی قسم کھائی ہے۔ ●●

شناختی کارڈ کے مسئلہ پر حکومت لچک پیدا نہ کرے' عالمی مجلس بہاولپور کی قرارداد

آج مورخہ ۹ نومبر کو مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا اہم اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب دارالعلوم مدینہ میں منعقد ہوا۔ جس میں شہر بھر کے تمام علماء کرام قراء حضرات اور تاجر برادری کے صدور نے شرکت کی۔ اجلاس نے شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے خلاف موجودہ نام نہاد حکومتی مسلمانوں کے بیانات اور عیسائی برادری کا احتجاج اور بے نظیر کی سیاسی انگشت نمائی پر مبنی بیان کی پرزور مذمت کی ہے۔ اجلاس نے متفقہ طور پر حکومت پر زور دیا ہے کہ اپنے فیصلہ کے مطابق شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ لازمی طور پر رکھیں۔ اجلاس نے اس بات پر زور دیا کہ عیسائیوں کی اقلیت کی بناء پر صوبائی وقومی اسمبلی کی ممبری ملے تو خوشی سے قبول کرتے ہیں لیکن شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ پر اعتراض کرکے عملی تضاد کیوں اپنا رہے ہیں۔ مسز بے نظیر بھٹو کا یہ کہنا کہ صوبہ سندھ کی قرارداد کے بعد وفاق کو اس کی مخالفت نہیں کرنی چاہئے۔ اجلاس نے اس بیان کو مسترد کیا اور صوبہ سندھ کی اسمبلی پر الزام عائد کیا کہ وفاق کے فیصلے کے بعد انہوں نے وفاقی فیصلے کے خلاف اقدام کیوں کیا ہے۔

اس پر وفاقی حکومت صوبہ سندھ کی حکومت سے جواب طلبی کرے۔ نیز پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ موجود ہے تو شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ سے کون سی قیامت برپا ہوجائے گی۔ علاوہ ازیں شناختی کارڈ میں مستقل اور غیر مستقل پتہ جات کا اندراج اور نشانات تک کا بھی اندراج ہے تو مذہب کے خانہ پر کیں اعتراض کیا جاتا ہے اندریں حقائق معلوم ہوا ہے کہ مذہب کے خانہ پر اعتراض سیاسی چپقلش کا نتیجہ ہے کہ اس کے خلاف شوروغل برپا کیا جارہا ہے۔ اجلاس خدا نے آخرت میں حکومت کو متنبہ کیا کہ اگر ان ارتدادی اور سیاسی سازشوں سے متاثر ہوکر مذہب کے خانہ میں کوئی لچک پیدا کی تو اس کے سنگین نتائج برآمد ہوں گے۔ اجلاس میں شرکت کرنے والوں میں حاجی سیف الرحمان صاحب' سیٹھ محمد شجاع صاحب' مولانا محمد حنیف طیب صاب' مولانا خدا بخش صاحب' مولانا اللہ بخش صاحب' مولانا محمد اسحاق صاب' مولانا عبداللہ خان صاحب' حافظ محمد یونس صاحب' صوفی محمد اشفاق صاحب' مولانا شمس الدین انصاری صاحب' قاری منظور احمد صاحب' قاری غلام یاسین صاحب اور مولانا نور محمد صاحب خطیب بغداد کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دھنوٹ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دھنوٹ کے ناظم اعلیٰ جناب عبدالمالک فاروقی نے ایک پریس بیان میں کہا کہ ضلع کونسل لودھراں نے شناختی کارڈ میں مذہبی خانہ کی مخالفت کرکے مسلمانوں کی دل آزاری کی ہے اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے یہ مسلمانوں کا ایک حساس مسئلہ ہے۔ یہ قرارداد شناختی کارڈ میں مذہبی خانہ کو متنازعہ بناتی ہے جو کہ ناقابل برداشت ہے۔

بقیہ : مسئلہ ختم نبوت اور مرزا قادیانی

آج تک مراعات حاصل کرتے رہے اور مسلمانوں کو دھوکا دیتے رہے۔ قادیانی ختم نبوت کے ڈاکو ہیں۔ انہوں نے عسائیوں کے کندھے پر بندوق رکھ کر چلانے کی کوشش کی ہے اور عیسائی بڑی ڈھٹائی سے قادیانیوں کے ہاتھ میں کھلونا بنے ہوئے ہیں' پاکستان جیسی نظریاتی مملکت میں "اسلام" کے خلاف سرعام نعرہ بازی کرکے کوئی کافر زندہ بچ کر اپنے گھر نہیں جاسکتا تھا' اس لئے کہ مسلمان غافل ضرور ہوئی ہیں لیکن بے غیرت نہیں ہوئے۔

عیسائی یہ بات یاد رکھیں کہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اضافہ دو قومی نظریہ کے عین مطابق ہے اور پاکستان کے کروڑوں مسلمانوں کے دل کی آواز ہے۔ بوسنیا کے مسلمانوں پر صلیبی غنڈوں کے مظالم ابھی ہم بھولے نہیں ہیں' پاکستانی مسلمانوں کے دل زخموں سے چور ہیں' وہ اپنے بوسنیائی مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کا انتقام لینے کے لئے تڑپ رہے ہیں' شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ بن چکا ہے اور مستقل یہ خانہ رہے گا۔ دنیا کی کوئی طاقت اب مذہب کے خانے کو ختم نہیں کرواسکتی' عیسائی عقل کے ناخن لیتے ہوئے عقلمندی کا ثبوت فراہم کریں' اور اسلامی شعائر کے خلاف بدزبانی سے پرہیز کریں۔ ورنہ کہیں یہ نہ ہو کہ قادیانیوں کی پھیلائی ہوئی نفرت کی آگ انہیں بھی جلاکر بھسم کرڈالے۔ اور اگر پاکستان کے غیور مسلمانوں کا پیمانہ صبر لبریز ہوگیا تو کہیں سرپائی بدمعاشوں کا انتقام یہیں نہ شروع ہوجائے' اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی ناقابل برداشت ہے۔ عیسائی اقلیت میں ہیں' اور انہیں اقلیتی تمام حقوق فراہم ہیں۔ اور ہر طرح سے آج تک انہیں تحفظ فراہم کیا گیا۔ لیکن اگر وہ اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کی شرمناک کوشش کریں گے تو پھر حالات کا رخ پلٹ بھی سکتا ہے۔

بقیہ : طیب امیر علی قریشی

مباہلہ کے لئے مرزا طاہر تیار ہوگا میں اس کے لئے حاضر ہوں' فقیر کی دعوت یہ ہے کہ حق اور حقیقت کو مانو مسلمان ہوجاؤ' ۱۶ر اکتوبر ۸۸ء"۔

Mr.Amir Ali Qureshi

38 Kingston Street

Clasgow G5 (UK)

شائع کردہ:

حضرت مولانا محمد طیب عباسی

سیکرٹری نشرواشاعت مرکزی جمعیۃ العلماء برطانیہ

یہ چیلنج ۱۶ر اکتوبر ۱۹۸۸ء کو لندن اور دنیا کے مختلف اخبارات میں چھپ چکا ہے۔ اس چیلنج کا جواب آج تک نہیں دیا۔ جبکہ یہ چیلنج برقرار ہے۔ جناب قریشی صاحب دعوے سے کہتے ہیں کہ مرزا طاہر سمیت کوئی قادیانی بھی اس کا جواب نہیں دے سکتا۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

بقیہ : شناختی کارڈ اور عیسائی ردعمل

انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ ۹۳

انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔

انا اعطینک الکوثر۔

یس انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم۔ تنزیل العزیز الرحیم ص ۱۰۷۔

ہرزہ سرائی کی انتہاء:

"میں خدا کی راہوں میں سے آخری راہ اور نوروں میں سے آخری نور ہوں" (کشتی نوح)

"سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا" ۔معیار الاخیار ص ۱۱۔

ناظرین مندرجہ بالا آیات جو بصورت قرآن مجید خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نازل ہوئیں جن کا مصداق کوئی اولو العزم رسول بھی نہیں۔ ان کے متعلق یہ مثیل دجال کہے کہ یہ میری وحی ہے اور ان کا مصداق میں ہوں تو بتلایئے ایسا انسان کسی منصب اور نام کا مستحق ہو سکتا ہے۔ کیا یہ ان آیات کا مصداق کوئی ظلی اور بروزی رسول ہے یا خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم۔

نیز اس کذاب و دجال سے یہ بھی دریافت کیجئے کہ جب جرائیل امین بہ پیرایہ وحی قیامت تک مسدود ہے (ازالہ ۵۳۴۔ ۵۸۳) تو تیری یہ وحی کون لے کر آتا ہے؟

قادیانی کو ایک چیلنج

مرزا قادیانی اپنی براہین اور دیگر کتب میں سینکڑوں ہزاروں مرتبہ اپنی وحی کا ذکر کرتا ہے کہ مجھے یہ وحی آئی۔ یہ وحی آئی۔ مجھے وحی خدا دس سال تک مسیح موعود بناتی رہی وغیرہ۔ حالانکہ خود اقرار کرتا ہے کہ:

رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم بذریعہ جرائیل حاصل کرے (ازالہ ص ۱۳)

دوسری جگہ لکھا ہے کہ وحی کا لانے والا جرائیل ہو گا کیونکہ جرائیل ہی پیغمبروں پر وحی لاتا ہے (ازالہ ص ۵۸۴)

تو جب انبیاء و رسل پر وحی صرف جرائیل امین ہی لاتا ہے تو پھر مجھے بتلایئے کہ مرزا صاحب نے کسی ایک جگہ بھی وضاحت کی ہو کہ مجھے جرائیل نے یہ وحی دی۔ حالانکہ قرآن و حدیث میں بیسیوں مرتبہ سے زائد وضاحت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جرائیل وحی لے کر آئے مگر میرا چیلنج ہے کہ کوئی قادیانی مرزا قادیانی کی ۸۵ کتب میں سے ایک موقعہ پر بھی یہ صراحت نہیں دکھا سکتا۔ لہذا نتیجہ واضح ہے کہ مرزا صاحب کے پاس وحی شیطانی آتی تھی۔ جس کے ہرکارے خیراتی' شیر علی' مٹھن لال' جناب ٹیچی۔ انگلش فرشتہ وغیرہ تھے جیسے اس کے پیشرو مسیلمہ کذاب پر وحی لانے والے کا نام رجس تھا۔ (البدایہ والنہایہ)

ناظرین جب نوبت باین جا رسید تو کوئی کیسے ایک لمحہ کے لئے بھی غور کرنے کی زحمت گوارا کرے گا کہ بھلا دیکھیں تو مرزا صاحب کچھ ہیں بھی یا نہیں؟ یہاں تو سارا معاملہ ہی دگرگوں ہے جس کا اسلام اور حق و صداقت سے ذرہ بھی تعلق نہیں ہے۔ یہ تو انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے۔ تبلیغ رسالت ص ۱۹۔ ج ۷۔ گویا دوسرے لفظوں میں یہ انگریزی اور ولایتی بسکٹ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے دجالوں سے محفوظ رکھے اللھم نعوذبک من فتنۃ الدجال۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً آج کل کے انبیاء سے

بقیہ: پریس کانفرنس

قارئین! یہ ہے اسلامی دنیا کا حال جو اجمالاً پیش کیا گیا ہے۔ ایک ارب بیس کروڑ مسلمان اور پچپن اسلامی ریاستیں اس وقت سطح زمین پر موجود ہیں مگر پھر بھی شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب تک مسلمانوں کا یہ حال ہے اور ایسا بھی نہیں کہ ان مسائل کا کوئی فیصلہ کن حل موجود نہیں۔ سب کچھ ہو سکتا ہے مگر جرات اور ہمت کی ضرورت ہے۔ اگر تیس ہزار ایٹم بموں کا مالک روس افغانستان کے نہتے مسلمانوں سے شکست کھا سکتا ہے اور پاش پاش ہو سکتا ہے تو امریکہ چیز ہی کیا ہے اس کے تو ٹکڑے بھی ۵۲ ہوں گے۔

میرا صرف ایک ہی سوال ہے کہ مسلمانوں پر مظالم ہو رہے ہیں... اور مسلمان ہی سو رہے ہیں یہ دونوں سلسلے چل تو رہے ہیں مگر...... آخر کب تک؟

بقیہ: عہد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

بڑی آرزو یہی تھی۔ پھر فرمایا کہ جنازہ لے کر پہنچنا تو پھر اجازت لے لینا سیدنا فاروق اعظمؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ رونے لگے عبداللہ بن عباسؓ نے عرض کیا یا امیر المومنین رونے کی کیا بات ہے آپ کو خوش ہونا چاہئے۔ معلم اعظم رحمت کائنات شفیع المذنبین قائد اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے خوش ہو کر تشریف لے گئے۔ امام الصحابہ خلیفہ بلافصل جانشین رسولؐ ابوبکر صدیقؓ آپ سے راضی ہو کر گئے۔ آج تمام مسلمان آپ سے خوش ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ واللہ تم دھوکہ میں ڈالنا چاہتے ہو قسم اللہ کریم ہی کی۔ میں پیش انیوالی منزل کے خطرات سے اس درجہ ڈر رہا ہوں کہ اگر مشرق و مغرب کے خزانے میرے سامنے ہوں۔ اور انہیں فدیہ میں دے کر جان چھڑا سکوں تو میں اس سودے کو ارزاں سمجھوں گا۔

اللہ اکبر! یہ ہے خشیت الٰہی کا اثر اس بندے کے قلب میں جس کی پوری زندگی اسلام لانے کے بعد اشاعت دین اور تبلیغ حق میں گذری' جو عشق نبی میں وفات نبویؐ کے وقت از خود رفتہ ہو گیا تھا۔ جس کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں جنت کی بشارت دی تھی۔ اور یہی نہیں عالم نزع میں اپنے لخت جگر حضرت عبداللہ سے فرمایا... بیٹا! میری پیشانی زمین سے لگا دو حکم کی تعمیل کی گئی۔ سجدے میں جا کر فرمانے لگے اے اللہ مجھے اپنی مغفرت سے ڈھانپ لے اگر ایسا نہ ہوا تو افسوس مجھ پر اور افسوس میری ماں پر جس کے بطن سے پیدا ہوا۔

اس کے بعد آپ نے جان' جان آفرین کے سپرد کی اور جنت کی راہ لی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون سوز و گداز ملاحظہ کیا جائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا جلیل القدر صحابی اور پھر عادل اور منصف خلیفہ جس سے تمام لوگ خوش ہیں کہ خلافت کا پورا حق ادا کر دیا مگر بایں ہمہ سیدنا فاروق اعظمؓ کا قلب ہے جو سوز و گداز سے لبریز ہے۔ قتیل خنجر مجوس ایران سیدنا فاروق اعظمؓ کی زخم کھانے کے تیسرے دن ۲۷ ذی الحجہ بدھ کی رات میں وفات ہوئی۔ دوسرے دن صبح کے وقت تجہیز و تکفین ہوئی۔ کل عمر ۶۳ سال مدت خلافت دس سال چھ ماہ چار دن ہے۔

بس اب دعا کر لیں....

یا اللہ! اس ملک میں دین اور قرآن و سنت کی ہوائیں چلا دے اور فسق و فجور کے طوفان ٹھنڈے فرما دے اور دنیا میں سربلند فرما دیجئے۔ یا اللہ! رشد و ہدایت کا فیصلہ اس قوم اور ملک کے حق میں صادر فرما دیجئے اور اس کے لئے ذرائع وسائل پیدا فرما دیجئے۔ یا اللہ جو آپ کی نافرمانیوں اور گناہوں میں ملوث ہیں ان کے قلوب کو بدل دیجئے۔ ان کو ہدایت نصیب فرمایئے ان کو سچی توبہ کی توفیق عطا فرمایئے ان کو اپنا فرمانبردار بندہ بنا لیجئے۔ قارئین میرے حق میں خصوصی عمومی دعاء فرمائیں۔ اللہ کریم امراض ظاہرہ و باطنہ سے شفاء کاملہ نصیب فرمائیں اور علم و عمل میں برکت اور قبولیت عنایت فرمائیں۔ نرینہ اولاد کی نعمت عظمیٰ سے نوازیں' رزق میں فراخی اور برکت عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

بقیہ: اسلام اور مذاہب عالم

حیثیت کو بڑھایا۔ اس کے علاوہ وہاں انسانوں کے درمیان بے انتہاء تفریق کے باوجود مذہبی جمہوریت کے قلعہ میں جس کا اسلام زبردست حامی ہے عملی طور پر کوئی بڑا رخنہ نہیں پڑا۔ اسلام میں نہ بھائیوں کی قیود ہیں نہ نسلی تفریق' نہ رنگ کا تعصب'۔ میں نے اب تک جو کچھ بیان کیا ہے وہ یقیناً صحیح ہے اور اسلام کے متعلق رائے قائم کرنے میں اسے ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے۔

آگے مزید لکھتے ہیں!

اسلامی عقیدہ توحید پر میں کوئی جرح نہیں کر سکتا یہ تفریق کرنے والا نہیں بلکہ کامل طور پر متحد کرنے والا عقیدہ ہے۔ اسلام نے جو برکتیں مشرق و مغرب پر یکساں نازل کی ہیں ان میں سب سے اہم یہ ہے کہ اس نے انسانی تاریخ کے ایک نازک دور میں توحید الٰہی پر زور دیا.... مزید براں یہ ایسی صداقت ہے جو اسلام میں اس طرح ملحوظ رکھی گئی ہے کہ محض دعویٰ بلا دلیل یا علمی نظریہ نہیں ہے بلکہ تمام تجربوں میں سب سے اہم اور خالص دین کی روح ہے۔

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

تمام غیرتمند مسلمانوں سے ایک سوال

کیا آپ چاہتے ہیں
کہ آپ کی رقم
مسلمانوں کو مرتد
بنانے میں
استعمال ہو ؟

اس کا جواب یقیناً نفی میں ہے

لیکن

اس کے باوجود آپ کی
لاعلمی اور بے توجہی کی وجہ سے
آپ کی رقم سے
مسلمانوں کو
مرتد بنایا جا رہا ہے

وہ کیسے ؟

آپ میں سے بعض لوگ
قادیانیوں سے خرید و فروخت
کرتے ہیں قادیانی تجارتی اداروں
سے لین دین کرتے ہیں اور
قادیانی کارخانوں کی مصنوعات
استعمال کرتے ہیں

کیا آپ جانتے ہیں ؟

اسی خرید و فروخت، لین دین کے ذریعہ
قادیانی جو منافع کماتے ہیں اسی منافع یعنی
ماہانہ آمدنی کا ایک کثیر حصہ
اپنے مرکز ربوہ میں
جمع کراتے ہیں

جس کے نتیجہ میں

وہی رقم جو آپ سے کمائی جاتی ہے وہ آپ ہی
کے خلاف استعمال ہوتی ہے یعنی
مسلمانوں کو اسی رقم سے مرتد بنایا جاتا ہے

اگر آپ

قادیانیوں کے ساتھ کاروبار
و تجارت کرتے ہیں تو گویا آپ
ارتدادی کام میں بالواسطہ حصہ لے رہے ہیں
اور ان کا ساتھ دے رہے ہیں

یاد رکھیے

- آپ ہی کی رقم سے قادیانی اپنی ارتدادی تبلیغ کرتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے قادیانیوں کے تحریف شدہ قرآنی ترجمے چھپتے اور تقسیم ہوتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے ان کے پریس چلتے ہیں
- آپ ہی کے بل بوتے قادیانی مرکز "ربوہ" آباد ہے
- آپ ہی کی رقم سے قادیانی مبلغین اپنی ارتدادی تبلیغ کیلئے اندرون و بیرون ملک سفر کرتے ہیں

گویا قادیانیوں کی ہر حرکت میں
براہ راست نہیں تو بالواسطہ آپ بھی شریک ہیں

لہذا

تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ غیرتِ ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے قادیانیوں کے ساتھ مکمل سوشل بائیکاٹ کریں اور ان کے ساتھ لین دین، خرید و فروخت مکمل طور پر بند کر دیں اور اپنے احباب کو بھی قادیانیوں سے بائیکاٹ کی ترغیب دیں۔

نوٹ کیجئے:۔ قادیانی ٹولہ مسلمانوں کو مرتد بنانے کیلئے کروڑوں روپیہ ہر سال خرچ کرتا ہے

مرکزی دفتر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ
ملتان (پاکستان) فون، ۴۰۹۷۸